بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام المتکلمین
حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی اشرفی علیہ الرحمتہ
کے حضور
اہل علم و قلم کے رشحات محبت

مقالات اشرفیہ

(محدث اعظم ہند کانفرنس)

۱۹۹۶ء

مرتب:
محمد منشا تابش قصوری اشرفی

رضا اکیڈمی لاہور

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام المتکلمین

حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی اشرفی علیہ الرحمتہ

کے حضور

اہل علم و قلم کے رشحات محبت

مقالات اشرفیہ

(محدث اعظم ہند کانفرنس)

۱۹۹۶ء

منعقدہ فلیٹیز ہوٹل لاہور

مرتب:

محمد منشا تابش قصوری اشرفی

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

Marfat.com

نام کتاب .... مقالات محدث اعظم ہند کانفرنس

مرتب .... محمد منشاء تابش قصوری اشرفی

صفحے 144

تعداد 1000

اشاعت اول 1996ء

اشاعت ثانی 1999ء

ناشر .... رضا اکیڈمی، لاہور۔

مطبع .... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور۔

قیمت .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، لاہور۔

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۸۴/۹۳۸، حبیب بنک وسن پورہ برانچ، لاہور۔

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات 10 روپے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ:

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

مسجد رضا محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

فون نمبر 7650440

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ مقالات اشرفیہ

نشان منزل	محمد منشا تابش قصوری	5
تعارف اشرف	محمد منشا تابش قصوری	9
اور کارواں بنتا گیا	حضرت ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ	23
خطبہ صدارت	حضرت ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ	25
حیران کردینے والی شخصیت	صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی	33
ایک پاکیزہ محفل	علامہ اقبال احمد فاروقی	39
حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ	ریاض حیدری اشرفی	44
محدث اعظم ہند کے فارسی کلام کی چند جھلکیاں	پروفیسر سید فدا حسین بخاری	49
محدث اعظم ایک ولولہ ایک تحریک	علامہ شبیر احمد ہاشمی	57
سادات اشرفیہ سے خانوادۂ رضویہ کی عقیدت و محبت	محمد منشا تابش قصوری	75
مجاہد ملت، ضیغم اسلام	حضرت علامہ مفتی محمد عبد اللہ قادری اشرفی	82
محدث بریلوی اور محدث کچھوچھوی رحمہما اللہ تعالیٰ	صاحبزادہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری	89
حضرت مولانا سید محمد المعروف محدث اعظم کچھوچھوی	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی صاحب	132
معروف شرکاء کانفرنس کے اسماء گرامی		139

Marfat.com

<u>چودھویں صدی ہجری</u>

کے عظیم عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الحاج
شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ

پر ایک مستند اور جامع دستاویز

ضیائے مدینہ

کشش سیالوی

مرتبہ

حافظ محمد طاہر رضا قادری زید مجدہٗ

نہایت خوبصورت ڈائی دار جلد ——— صفحات

رضا دار الاشاعت لاہور پاکستان

Marfat.com

نشان منزل

محمد منشا تابش قصوری اشرفی

کئی صدیوں سے خاندان سادات اشرفیہ کچھوچھا شریف' براعظم ایشیاء میں مسند علمیت و روحانیت کا علمبردار چلا رہا ہے۔ سلطان التارکین' رأس العارفین' حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین ہند کو جب سے مشرف فرمایا ہے ان کے فیضان سے زمانہ آج تک مسلسل مستفیض ہوتا آ رہا ہے۔ بڑی بڑی شخصیات نے اس خاندان بے خزاں کو صدا پُر بہار رکھا' جن کی تفصیل صفحات تواریخ میں مرقوم ہے۔ ماضی قریب میں اس خانوادہ عالی مقام کو بام عروج سے بہرہ مند فرمانے میں سیاح عجم و عرب' مبلغ' شرق و غرب' حضرت شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی الجیلانی کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بہت عمل دخل ہے۔ آپ کے بعد یادگار سلف' حجۃ الخلف' امام المتکلمین' سید المعلمین' رئیس المناظرین' حضرت سید محمد الاشرفی الجیلانی المعروف محدث اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ جن کی ذات ستودہ صفات' جامع الکمالات تھی۔ پاک و ہند میں ایک سے بڑھ کر ایک عالم و فاضل' شیخ کامل ہوا ہے مگر آپ کی مثال ناپید ہے۔:

تحریک پاکستان میں آپ نے مسلمانانِ ہند و پاک کی ایسے ولولہ انگیز انداز میں قیادت فرمائی کہ اہل سنت و جماعت کے تمام سنی علماء و مشائخ کرام آپ کی آواز بن گئے' بنارس سنی کانفرنس نے پاکستان کی بنیاد رکھ دی۔ جہاں آپ کے صدارتی خطبہ نے تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ حضرت محدث اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ نہ صرف اہل سنت و جماعت کے محسن تھے بلکہ آپ تمام باشندگانِ پاکستان کے عظیم ترین محسن تھے۔ جن کی آواز آج بھی فضا میں گونج رہی ہے اگر بالفرض مسٹر محمد علی

Marfat.com

جناحؒ تحریک پاکستان سے اعراض بھی کرتے ہیں تو ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے' او
بالآخر دنیا کے نقشے پر نظریاتی ملک پاکستان کے نام سے ظہور پذیر ہوا ۔۔

وقت گزرتا گیا' سُنّی اپنے اکابر کی خدمات کو فراموش کرتے گئے اور دوسرو
نے میدان مار لیا انہیں پھر بھی ہوش نہ آیا' خصوصاً محدث اعظم ہند رحمہ اللہ تعال
جیسی عظیم ہستی کو بالکل بُھلا دیا جنہیں یاد رکھنا اور متعارف کراتے رہنا ازحد ضرور
تھا۔ وہ قومیں کبھی زندہ نہیں رہتیں جنہوں نے اپنے اسلاف کو بھلا دیا۔ ہمارا بھی یہ
حال ہوا' اب ہم زندگی کو ترس رہے ہیں۔۔

نہ جانے اللہ تعالیٰ نے کس دردمند کی دعاکو پذیرائی عطا فرمائی اور حضرت
الحاج ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ امیرِ حلق
اشرفیہ پاکستان' مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ آستانہ کراچیؔ کی صورت میں ایک قائد عنایت فرما دیا
جس نے حلقہ اشرفیہ پاکستان قائم کرتے ہی حضرت محدث اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ ک
شخصیت کو اجاگر کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ پھر یکے بعد دیگرے لاہور میں مُحدث اعظم ہن
کانفرنسؒ کے نام سے جدید دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عظیم الشان اجتماعات ک
سلسلہ شروع فرمایا۔ الحمد اللہ جُناح ہال لاہورؒ میں پہلی کانفرنس کامیابی سے ہمکنا
ہوئی۔ لوگوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ اس پذیرائی کو دیکھتے ہوئے بدرِ اشرفیت مدظلہٗ نے
صوبہ سرحد کے مرکزی شہر پشاور میں محدث اعظم ہند کانفرنس منعقد فرمائی۔ علماء مشائخ
کرام صوبہ سرحدؒ نے بے حد سراہا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ ساتھ ہی ساتھ
ماہنامہ آستانہ کراچی جو اب آپ کی زیرِ ادارت نہایت خاموشی سے اشاعت خدمات
انجام دے رہا ہے۔ اس کے دوؔ مُحدث اعظم ہندؒ نمبرؔ نکالنے گئے جو حضرت محدّث اعظم
ہند علیہ الرحمتہ کی ذات والہ برکات پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پاک و ہند کے ممتاز
اہلِ قلم نے ان نمبروں کی اشاعت پر آپ کو خراج عقیدت و محبت پیش کیا۔

حضرت قبلہ ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی دامت برکاتہم
العالیہ ان کامیابیوں کے پیش نظر گزشتہ سال ۲۱ مارچ جمعرات ۱۹۹۶ء کو لاہور کے

Marfat.com

نہایت مشہور مقام فلیٹز ہوٹل میں "دوسری محدث اعظم ہند کانفرنس" منعقد فرمائی۔:۔ جو پہلی کانفرنس سے بھی زیادہ کامیاب ہوئی۔ علماء و مشائخ عظام' اہل علم و قلم' وکلاء شعراء' اصفیاء اور حلقہ اشرفیہ پاکستان سے متعلق خواص نے بڑی محبت سے شرکت فرمائی۔ اجتماع کی کثرت سے وسیع و عریض ہال کا دامن تنگ پڑ گیا۔ مولانا علامہ احمد علی صاحب قصوری ایم۔ اے نے نقابت کے فرائض بڑی خوبصورتی سے سرانجام دیے جب کہ اسٹیج پر ممتاز مذہبی و روحانی شخصیات جلوہ افروز تھیں۔ صدارت حضرت بدر اشرفیت مدظلہٗ فرما رہے تھے۔ مقالات کے لیے ایک ایک مقالہ نگار کو مائک پر بلایا جا رہا تھا۔ سامعین کرام کے تاثرات مقالات کی ثقاہت پر دلالت کر رہے تھے' یہاں تک کہ خطبہ صدارت کے لیے صاحبِ صدر حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ کا نام پکارا گیا!! آپ نے نہایت پردرد' روح پرور' ایمان افروز خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ اس کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالات کو نسیاً منسیا" نہیں کیا جائے گا بلکہ آئندہ کانفرنس کے انعقاد سے قبل انہیں کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

الحمد للہ علی کرمہ و احسانہ آپ کے اعلان کے مطابق مقالات کو اشاعت کا لباس پہنایا جا رہا ہے' اہل علم و قلم سے استدعا ہے کہ آپ حضرت محدث اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبارک زندگی کے ایک ایک پہلو پر لکھیے۔ بھرپور انداز میں تحقیق فرمایئے اور پھر اپنے رشحات قلم' حلقہ اشرفیہ پاکستان کے سپرد کیجیے۔ ہم نہایت خوبصورت انداز میں شائع کر کے آپ کے قلم کی عظمت کو سلام کریں گے!!

آیئے اور حضرت کے صدارتی خطبہ کے ساتھ ساتھ مقالات سے اپنے قلب و نظر کو جلا بخشیے دعا ہے اللہ تعالیٰ محدث اعظم ہند اور اولیاء اشرفیہ کے فیضان سے ہمیشہ نوازتا رہے نیز حضرت بدر اشرفیت مدظلہ کی قیادت میں اس سلسلہ کو بیش از بیش کامرانی مرحمت فرمائے

Marfat.com

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم

محتاج دعا محمد منشاء تابش قصوری اشرفی
خادم حلقہ اشرفیہ پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور

Marfat.com

تعارف اشرف

تاجدار معرفت، بدر اشرفیت، پیر طریقت، حضرت الحاج ڈاکٹر

سید محمد مظاہر اشرف

الاشرفی الجیلانی دامت برکاتھم

خاندان سادات اشرفیہ کچھوچھا شریف، براعظم ایشیاء میں آسمان روحانیت کا وہ نیر تاباں اور ارض طریقت کا ایسا کوہ فاران ہے، جس کے انوار و تجلیات اور لعل و جواہرات کے فیضان سے زمانہ استفادہ کرتا آ رہا ہے۔ اس عالی مرتبت خاندان میں جلیل القدر علمی و روحانی شخصیات نے جنم لیا، جن کے مثالی کارناموں کی شہرت زبان زد عام ہے اور جن کی عظمت و رفعت کے ڈنکے چہار دانگ عالم میں بج رہے ہیں۔ نیز ان کے علوم و عرفان اور کمالات صوری و معنوی کا سکہ اکابر وقت نے تسلیم کیا۔

بلاشبہ سادات اشرفیہ روایات اسلاف کا امین اور اخلاف کی عقیدت کا مرکز ہیں اور آج بھی اس مرکز حقیقت سے تقسیم معرفت کا سلسلہ ٹھوس بنیادوں پر قائم ہے۔ اسی رفیع الدرجت خاندان میں سے ایک نابغہ روزگار شخصیت نے ہمارے دور کو بھی اپنے کردار جمیل اور حسین ترین ظاہری و باطنی توجہات سے منور کرنے کا عزم کر رکھا ہے جو روحانی وجاہت اور علمی اعتبار کے ساتھ ساتھ دولت و ثروت میں بھی قابل صد افتخار ہے۔

یہ میری انتہائی خوش بختی ہے کہ مجھے اس ذات ستودہ صفات کے تعارف کی سعادت نصیب ہو رہی ہے جس کے باعث میں روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔ وہ

Marfat.com

ہیں میرے اور آپ کے ممدوح، پیکر فخر و امارات، امین روحانیت، محافظ طریقت، ناشر تصوف، تاجدار معرفت، بدر اشرفیت حضرت الحاج پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان رجسٹرڈ، مدیر اعلیٰ ماہنامہ آستانہ کراچی، چیف ایگزیکٹو نانا کارپوریشن لمیٹڈ کراچی، جن کی نہایت پاکیزہ، مقدس، لائق تقلید اور مصروف ترین زندگی کے بعض گوشے قلم بند کیے جاتے ہیں۔

ولادت باسعادت

تاجدار معرفت ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء میں براعظم ایشیاء کے مشہور شہر دہلی میں پیدا ہوئے جو کبھی مدینتہ الاولیاء، مدینتہ العلوم اور مدینتہ المساجد کے نام سے شہرۂ آفاق تھا۔ ہندوستان کی اس راجدھانی کو بڑی بڑی روحانی و علمی، سیاسی و ادبی شخصیات نے اپنے وجود مسعود سے چار چاند لگائے۔ علماء و مشائخ وقت نے علوم و فنون اور عرفان و استحسان کا اسے عدیم المثال علمی گہوارہ بنایا۔ دینی و دنیوی سلاطین نے اپنے اپنے وقت میں اسے محل ثریا سے بھی بلند تر عظمت دی۔ بالتحقیق دہلی کو دنیائے روحانیت میں حضرت خواجہ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کا شہر کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔ اسی شہر عرفان میں ڈاکٹر صاحب قبلہ نے آنکھ کھولی۔

بشارت اشرفی

حضرت پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ نے قطب ربانی حضرت پیر سید طاہر اشرف الجیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کاشانہ اقدس میں آنکھ کھولی۔ آپ کی ولادت باسعادت سے تین چار سال قبل شبیہہ غوث اعظم جیلانی، محبوب ربانی، شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت پیر سید علی حسین صاحب الاشرفی الجیلانی کچھوچھا شریف (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے آپ کی پیدائش کی بشارت سے نوازتے ہوئے آپ کو محمد مظاہر

Marfat.com

اشرف سے موسوم فرمایا اور مظہر اشرفیت کے لقب سے ممتاز فرماتے ہوئے آپ کی جلالت عظمت اور کمال رفعت کے اشارے بھی دیے۔ نیز فرمایا تین چار سال بعد آنے والا شہزادہ اپنے خاندان عالی مقام کے لیے باعث صد افتخار ہوگا۔ چنانچہ اس بشارت کے حصول کے بعد آپ کے والد ماجد فخر سادات، محسن خاندان اشرفیت، قطب الوقت، قطب ربانی حضرت پیر سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی پیدائش کا نہایت اشتیاق سے انتظار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ۱۹ جمادی الآخر ۱۹۳۸ء کو اس جہان رنگ و بو میں مزید رنگ بھرنے کے لیے دہلی میں جلوہ افروز ہوئے۔

ڈاکٹر صاحب قبلہ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ جنہیں والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ مکرمہ کی جانب سے حسینی سید ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب موصوف صحیح النسب سید ہیں۔

تعلیم و تربیت اور ہجرت

علمی خاندان کی اولاد کو ابتدائی تعلیم کے لیے باہر جانے کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی۔ بنا علیہ آپ نے بھی علم کا آغاز گھر پر ہی نورانی قاعدہ اور یسرنا القرآن سے کیا۔ پھر مدرسہ حسین بخش نزد جامع مسجد دہلی میں حضرت حافظ بھورے صاحب سے قرآن کریم ناظرہ مکمل فرمایا۔ حافظ صاحب مرحوم ڈاکٹر صاحب کے دادا جان حضرت پیر سید حسین اشرف صاحب مرحوم و مغفور کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ نیز درس نظامی کی کتابیں اپنے ماموں جان حضرت علامہ مولانا محمد نسیم احمد صاحب مرحوم سے شروع کیں جو اپنے وقت کے جید علماء میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ وہ تدریس کے ساتھ ساتھ سنہری جامع مسجد دہلی میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے تھے۔ تحریک پاکستان کی سرگرمیوں کے باعث دیگر امور کی طرح تعلیم کے معاملہ میں تسلسل برقرار نہ رہ سکا یہاں تک کہ تقسیم ملک کی صورت میں دنیا کے نقشہ پر اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان کا نام ابھرا۔ اس ہنگامہ قیامت میں دوسرے مسلمانوں کی طرح ڈاکٹر

Marfat.com

صاحب کے خاندان عزت نشان نے بھی بہت سی قیمتی جانیں وطن پاک پر نثار کیں۔ خاندان کے بعض دیگر افراد کی طرح آپ کے والد ماجد قطب ربانی حضرت پیر سید محمد طاہر اشرف الجیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت وطن کی سنت کو اپناتے ہوئے انتہائی ناگفتہ حالت میں دہلی سے لاہور ورود فرمایا اور شاہی محلہ ستھیاں پانی والا تالاب میں قیام پذیر ہوئے۔ ظاہر ہے ان نازک ترین حالات میں ڈاکٹر صاحب کو تعلیم کا جاری رکھنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ چنانچہ آپ کی تعلیم تحریک پاکستان کی نذر ہوتی رہی۔

پھر لاہور سے نقل مکانی کر کے کراچی پہنچے اور کئی سال تک نہایت صبر آزما اور تکلیف دہ حالات کا سامنا رہا۔ ملٹری ہسپتال مہاجر کیمپ میں قیمتی وقت پاس کیا۔ آخرکار قسمت نے یاوری کی۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحامد قادری بدایونی کے توسل سے فردوس کالونی کراچی میں ایک قطعہ اراضی قیمتاً حاصل کر کے مکان تعمیر کیا اور آپ کے والد ماجد علیہ الرحمتہ نے زندگی کے آخری لمحات وہیں گزارے۔

اب حضرت ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ نے اس مکان کے نصف حصہ میں دارالعلوم جامعہ طاہریہ اشرفیہ قائم کر رکھا ہے جہاں جدید و قدیم علوم کی معیاری تعلیم کا سلسلہ نہایت عمدگی سے جاری ہے۔

بات ہو رہی تھی ڈاکٹر صاحب قبلہ کے حصول علم کی، مگر آپ کو درمیان میں ایسی بحرانی کیفیت سے دو چار ہونا پڑا کہ تعلیم بھی تحریک پاکستان کی نذر ہو گئی۔ کراچی پہنچنے پر آپ نے علوم درسیہ عربیہ کی تکمیل پر توجہ دی اور تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظیم درس گاہ جامعہ عربیہ بحرالعلوم میں پڑھنا شروع کیا اور جملہ علوم معقول و منقول میں دسترس حاصل کی نیز ساتھ ہی ساتھ سلوک و تصوف کے اسرار و رموز اپنے والد ماجد قطب ربانی پیر سید محمد طاہر اشرف الجیلانی قدس سرہ العزیز سے سیکھے، جو اس سلسلہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ انہیں کشف و کرامات اور تصرف و اختیارات روحانیہ میں بے پناہ کمال حاصل تھا۔

Marfat.com

علوم و معارف روحانیہ میں ڈاکٹر صاحب نے انہیں منبع و مخزن جانا اور اسی ایقان کے توسل سے آپ نے راستہ میں آنے والی ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ پھر عروج و ارتقاء کی تمام منازل آسان سے آسان تر ہوتی گئیں۔ حقیقتہ" آپ کے والد ماجد بچپن ہی سے آپ کو اس عظیم مقصد کے لیے تیار کر رہے تھے۔ اسی لیے آپ کی ناز برداری خندہ پیشانی سے کرتے یہاں تک کہ اگر کبھی فطرتاً آپ روٹھ پڑتے تو ہر ممکن نزاکت سے آپ کو راضی کرتے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا وغیرہ کھلاتے۔

دراصل حضرت والد ماجد آپ کے مستقبل میں جھانک رہے تھے۔ اسے نہایت تابناک اور فیض رساں بنانے کے لیے ذکر و اذکار' وظائف و اوراد' اشغال و مراقبات اور مکاشفات کے مد و جزر کو بڑی عمدگی سے آپ کے قلب اطہر میں راسخ فرما رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ابھی آپ بارہ برس کے پیٹے میں تھے کہ آپ کو اسرار غریبہ اور انوار عجیبہ نظرنواز ہونا شروع ہوگئے۔ چونکہ آپ نے عمل و کردار کے حامل خاندان میں آنکھ کھولی تھی' اس لیے آپ کے رگ و ریشے میں ارکان اسلام کی محبت رچ بس چکی تھی۔ صوم و صلوۃ کی پابندی آپ کا محبوب ترین عمل تھا۔ آپ سے سفر و حضر میں نماز و روزہ کبھی قضا نہیں ہوا کیونکہ آپ بچپن ہی سے قوت ارادی کے مالک ہیں۔ سستی و کاہلی نام کے جراثیم آپ کے وجود مسعود پر کبھی حملہ آور نہیں ہو سکے۔ عزم بالجزم آپ کا معمول ہے۔ **فاذا عزمت فتوکل علی اللہ** آپ کا وظیفہ ہے۔

انگریزی تعلیم

ڈاکٹر صاحب کی والدہ محترمہ جو اپنے وقت کی رابعہ تھیں' ان کی نگاہ فراست اپنے نور نظر لخت جگر کو عالمی مبلغ اسلام کے روپ میں دیکھ رہی تھی۔ لہٰذا مرحومہ نے انگریزی مدرسہ میں داخلہ کا اشارہ دیا تو آپ نے جدید تعلیم کی طرف بھی رخ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہر کلاس میں امتیازی حیثیت سے ٹاپ کیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۶ء میں اعلیٰ نمبروں میں میٹرک کیا۔ پھر جناح کالج اور ڈی جے سائنس کالج' بی

Marfat.com

میڈیکل کالج اور ڈومیڈیکل کالج میں علی الترتیب پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ میڈیکل کی تکمیل کے لیے ۱۹۵۹ء میں انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں پر دوران تعلیم اپنا تبلیغی مشن بڑی استقامت سے جاری رکھا۔ انگلستان میں تعلیمی قواعد و ضوابط انتہائی مخلوط ہیں۔ طلباء و طالبات اکٹھے پڑھتے ہیں۔ آپ نے اسی مخلوط ماحول مین اپنے اسلامی تشخص کو انتہائی پامردی سے سنبھالے رکھا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے چہرۂ مبارک سنت رسول کریم علیہ التحیتہ و التسلیم سے مزین رکھا۔ آپ کے ہم جماعت ہم کالج طلباء و طالبات کے علاوہ لیکچرار اور پروفیسر حضرات آپ کے تعلب فی الدین سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے اصول و ضوابط سے پابندی اٹھا لی اور ایک مقدس انسان کی حیثیت سے آپ کو تسلیم کر لیا۔ جب کہ حقیقت بھی یہی ہے کہ ایمان دار ہی پاکیزہ طینت اور مقدس فطرت کا حامل ہے۔ اس کی برعکس مشرک خواہ یہودیت کے روپ میں ہو یا عیسائیت کی ہیئت میں' بہرحال نجس اور پلید ہے۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کا اٹل فیصلہ ہے **انما المشرکون نجس** بے شک مشرک ہی پلید ہیں۔ جب کہ ڈاکٹر صاحب نہ صرف مومن و مسلم کی صفت سے موصوف ہیں بلکہ اہل بیت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم نسبت کے حامل بھی ہیں لہٰذا ارشاد باری تعالیٰ **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا** (پ ۲۲' س احزاب) کے تحت اہل بیت میں سے ہونے کے ناطے' اللہ تعالیٰ نے ایسے قبیح ماحول میں آپ کو نہ صرف اس کی آلائش سے محفوظ رکھا بلکہ آپ کے اخلاص و اخلاق اور تعمیری حسن کردار نے انہیں آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ یوں بھی آپ کی طہارت و نفاست کی حفاظت آپ کے وہ اوراد و وظائف اور چلے تھے جو آپ کے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی فطرت میں راسخ کر دیے تھے وہاں بڑی جرات و استقامت سے جاری رکھے اور جہاں ابتلاء و آزمائش کا مرحلہ آتا تو بلا توقف آپ کے والد ماجد کی روحانیت مثالی صورت میں آپ کی رہنمائی و دستگیری کرتی رہی۔ گویا کہ آپ وہاں اپنے عمل و کردار سے علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کے مصداق ثابت ہوئے ۔

Marfat.com

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

بیعت و خلافت

محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سابق صدر شعبہ علوم الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور آپ کی تصنیف لطیف "لطائف اشرف" میں فرماتے ہیں کہ "آپ نے اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کی صحبت و برکت کے فیضان سے بچپن میں ہی زہد و تصوف کو اپنی طبیعت پر غالب کر لیا تھا لیکن وہ تصوف نہیں جو سکر کی کیفیت سے انسان کو بے خود اور دنیا و مافیہا سے بے خبر بنا دے بلکہ آپ کا تصوف صحو پر مبنی رہا، جس نے سفر و حضر میں ہمیشہ پابند شریعت رکھا"۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد ماجد کی زندگی میں واضح اشارہ کہ "تمہارا حصہ میرے پاس نہیں تم کچھوچھا شریف میں بیعت ہو گے" کے مطابق حضرت شاہ محی الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی عرف اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیعت کی سعادت حاصل کی اور ساتھ ہی مرشد ارشد نے آپ کو جوہر قابل پا کر خلافت سے سرفراز فرمایا۔ نیز آپ پر حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی بھی خاص نگاہ کرم رہی یہاں تک کہ آپ کو ایک مراقبے میں اپنے جمال جہاں آراء سے مشرف فرماتے ہوئے "دعائے سیفی" کی تلقین کی جسے آپ نے اپنی زندگی کا معمول بنا رکھا ہے۔ نیز "دعائے سیفی" کے آپ نے بارہ سال تک چلے بھی کیے جس کی برکات کا الفاظ میں اظہار ممکن نہیں۔

ازدواجی زندگی

تاجدار معرفت حضرت پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ، ابھی اپنے تعلیمی سلسلہ میں لندن میں قیام پذیر تھے کہ بذریعہ خط آپ کو مطلع کیا گیا کہ آپ کی شادی کا اہتمام ہو چکا ہے۔ یہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے جب کہ آپ کی عمر اس

Marfat.com

وقت تقریباً بائیس سال تھی۔ خط میں تحریر تھا کہ حضرت شیخ المشائخ شاہ سید مختار اشرف صاحب سجادہ عالیہ کچھوچھا شریف اور قطب ربانی شاہ سید طاہر اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ کے متفقہ فیصلے مطابق تمہاری شادی کی بات حضرت سید مختار اشرف صاحب مدظلہ کی حقیقی بھانجی کی صاحبزادی سے طے ہوچکی ہے۔

اسی ہفتہ میں ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد پر مرض الموت کا شدید حملہ ہوا جس کے باعث آپ بعجلت لندن سے کراچی تشریف لائے اور قطب ربانی حضرت شاہ سید محمد طاہر اشرف علیہ الرحمتہ کی خدمت کا موقع حاصل کیا۔ انہی ایام خدمت میں ایک شب ۲ بجے والد ماجد کے پاس تھے کہ انہوں نے اپنے سرہانے سے روپوں کا ایک بٹوہ نکال کر آپ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے اسے چوما اور یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ یہ روپے تو ختم ہو جائیں گے آپ مجھے خصوصی دعا سے نواز دیجئے جو کبھی ختم نہ ہوگی اور اتنے یا اس سے زیادہ نوٹ یومیہ میرے پاس جمع ہوں۔ ان کلمات پر حضرت پیر سید محمد طاہر اشرف الجیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغور آپ کی طرف دیکھا پھر عملیات و وظائف کی پانچ کتابیں اشارے سے عنایت فرمائیں۔ نیز آپ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھتے رہے پھر دم کیا اور گلے میں ہاتھ ڈال کر رو دیے۔ یہ جمعرات کا واقعہ تھا پھر ۱۷ جمادی الاولیٰ کی شام کو شمس طریقت غروب ہوگیا۔

حقیقت ہے کہ ڈاکٹر صاحب قبلہ کو آج جتنی بھی روحانی و مادی دولت نصیب ہے' یہ سبھی قطب ربانی حضرت پیر سید محمد طاہر اشرف الجیلانی علیہ الرحمتہ کی ادعیہ مستجابہ کا ثمر ہے جو طریقت و معرفت میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ نیز دین و دنیا کے علوم و فنون اور مال و دولت سے مالامال ہونے کے ساتھ ساتھ فقر غیور کے مالک ہیں۔ آپ کی شاہانہ زندگی نے زہد و تقویٰ میں سرمو فرق نہیں آنے دیا بلکہ اتقاء اور پرہیزگاری آپ پر نازاں ہے۔ بات ذرا طویل ہوگئی۔ والد ماجد علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے بحمدہ تعالیٰ آپ کے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں جو جملہ امور شریعت پر دستگاہ رکھتی ہیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ

Marfat.com

ہیں:

(۱) محمد احد الدین سید اشرف الاشرفی الجیلانی

(۲) محمد محی الدین سید اشرف الاشرفی الجیلانی

زیارت حرمین شریفین

حرمین شریفین کی زیارت کے لیے وہ کون سا مسلمان ہے' جو تڑپ نہ رکھتا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر امتی اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لیے شب و روز دعائیں کرتا ہے کاش کہ زندگی میں وہ دن آئے جب مدینہ طیبہ میں دربار پرانوار کی حاضری نصیب ہو۔ گنبد خضرا کے نظارے اور سنہری جالیوں کے پاس مواجہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے صلوۃ و سلام اور عرض و معروض کی سعادت میسر آئے پھر حج کعبہ یا عمرہ کا وہ بابرکت لمحہ آئے جب بیت اللہ شریف میں لبیک لبیک کہتے ہوئے پہنچ جائے۔ خواہ زندگی میں ایک بار ہی کیوں نہ ہو' مگر میرے ممدوح حضرت ڈاکٹر صاحب کی قسمت کی بلندی دیکھئے کہ آپ کو آج (نومبر ۱۹۹۳ء) تک سترہ بار حج کعبہ اور پچپن مرتبہ عمرہ ادا کرنے کی نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی اور بہتر(۷۲) بار بارگاہ عرش پناہ' گنبد خضراء کے مکین رحمتہ للعلمین سید الانبیاء و المرسلین محبوب رب العلمین میں حاضری کی دولت لازوال سے شادکام ہونے کے باوجود ابھی سیر نہیں ہوئے۔ اسی لیے تو پکار رہے ہیں ؎

صحرائے مدینہ کی تازیست ہو سیاحی
وہ منزل اول ہو جو حد سے گزر جاؤں

تبلیغی دورے

ڈاکٹر صاحب قبلہ نے ایسے خاندان میں جنم لیا' جس کا بنیادی مقصد تبلیغ و اشاعت اسلام اور مسلمانوں کے دلوں میں حب خیر الانام علیہ التحیتہ و السلام کا راسخ کرنا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں عالمی سطح پر دنیا کے بیشتر ممالک کے متعدد

Marfat.com

دورے فرمائے اور ہر جگہ اپنے عمل و کردار اور اقوال و افعال سے لوگوں کو دین حق مسلک اہل سنت کی ترویج و ترقی کے لیے مائل کیا۔ کئی غیر مسلم آپ کے پر کشش اور حکیمانہ انداز تبلیغ سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ نے اب تک دیار مقدس حرمین شریفین کے علاوہ ساڑھے پانچ لاکھ میل سفر فرمایا۔ جن ممالک میں آپ کی ایمان افروز روح پرور تبلیغ نے اپنا رنگ جمایا' ان کے صرف نام لکھے جاتے ہیں جنہیں تفصیل مطلوب ہو' وہ ماہنامہ "آستانہ" کراچی کے ۱۹۹۲ء' ۱۹۹۳ء کے شمارے ملاحظہ کریں جس میں "کراچی سے لندن' لندن سے روم تک" کے عنوان سے آپ نے جتنے سفر کیے' ان تمام کی نہایت دلچسپ روداد قسط وار شائع ہو رہی ہے جو قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے۔

آپ نے برطانیہ' فرانس' امریکہ' کینیڈا' جرمنی' آسٹریلیا' ملائیشیا' انڈیا' دوبئی' ترکی' ایران' عراق' شارجہ وغیرہ ممالک کا بار بار سفر فرمایا مگر آپ فرماتے ہیں مجھے جو سکون مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی حاضری میں میسر ہوتا ہے' وہ لذت روئے زمین پر کہیں اور نہیں پائی جا سکتی۔ بہرحال آپ کی روحانی طاقت اور کشش ثقل مسلمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند کے علاوہ پوری دنیا میں آپ کے مریدین و معتقدین اور متوسلین کی خاصی بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ اندرونی و بیرونی ممالک کے سفر میں یا کسی بھی ظاہری و باطنی معاملہ میں حالات کی ناسازگاری کا سامنا ہوا تو آپ نے مراقبات کے ذریعہ اپنے والد ماجد علیہ الرحمتہ سے رہنمائی و ہدایات حاصل کر کے عمل پیرا ہوئے تو مشکلات فوراً حل ہوئیں۔ بعض اوقات تو خود حضرت اقدس علیہ الرحمتہ اپنے روحانی تصرف سے اپنے فرزند ارجمند کے مشکل ترین مسائل کی گرہیں کھول دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب عموماً ایسی صورت پر اظہار تشکر کے طور پر کسی صاحب عقیدت کا یہ شعر زبان اطہر پر گنگنانے لگتے ہیں ۔

جہاں کہیں میرے قدموں میں لغزشیں آئیں
تیرے نثار وہیں آسرا دیا تو نے

Marfat.com

شعر گوئی

قلبی کیفیات کو نظم کی صورت میں موزوں کرنا' نثر میں جو بات سیکڑوں الفاظ سے بھی بن نہ پڑے اسے دو ہی مصرعوں میں موثر ترین انداز میں بیان کر دینا' حروف و الفاظ کی ٹوٹی پھوٹی شکل کو حسن و جمال کی رعنائیاں بخشنا شعر کہلاتا ہے۔ شعر کہنا ہر کسی کا کام نہیں خواہ وہ علوم و فنون کے کتنے دریاؤں میں تیر چکا ہو۔ یہ عطیہ ربانی ہے اس کی آمد بھی ہوتی ہے اور آورد کا پہلو بھی سامنے آتا ہے۔ وہ شاعری جس میں مظاہر قدرت' رنگ حقیقت' تسبیح و تقدیس' حمد و نعت' ذکر و اذکار' تعلیم انسانیت کی جلوہ گری ہوئی۔ عشق و وجدان' شراب محبت و معرفت' اخوت و مودت کے درس پائے جاتے ہوں۔ حقیقتاً وہی اشعار' اشعار کہلاتے ہیں اور شعر کی شکل میں دھینگا مشتی' خرمستی' بے حیائی' نازیبا حرکات کی نقاب کشائی ہو' وہ شعر' شعر نہیں بلکہ انسان کی قوت بہیمیہ کا اظہار ہے جو اہل شعور کی اصطلاح میں محض صورۃ شعر ہے مگر حقیقتاً وہ شعر نہیں۔ ایسے شعر موزوں کرنے والا شاعر تلمیذ الرحمٰن نہیں بلکہ تلمیذ الشیطن ہے۔

میرے ممدوح محترم المقام حضرت پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ مقدس شاعری کے خوگر ہیں۔ حمد و نعت اور قصائد و مناقب' غزلیات وغیرہ میں آپ نے اس وقت سے طبع آزمائی شروع فرمائی جب آپ میٹرک تک بھی نہ پہنچے تھے۔ یعنی ابتدائی تعلیم کے ساتھ ہی طبیعت شعر کی طرف مائل تھی۔ انگلستان میں رہے تو اصلاحی غزلیات کی طرف رخ ہوا۔ عربی' فارسی' اردو' ہندی اور انگلش میں آپ نے شعر کہے۔ مگر اب صرف اور صرف محبوب کائنات فخر موجودات' سید السادات رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہنا آپ کا وظیفہ بن چکا ہے۔ زیر نظر کتاب میں بطور نمونہ تین نعتیں شامل ہیں۔ اہل عشق و محبت ان سے محظوظ ہوں اور اپنے عرفان و وجدان میں اضافہ کریں۔

تصانیف

Marfat.com

حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ مدظلہ' یوں تو چلتی پھرتی کتاب ہیں مگر حقیقتاً بھی آپ کے رشحات قلم سے اہل علم و فضل مستفیض ہو رہے ہیں۔ آپ ایک کامیاب تجار ہونے کے باوجود نہایت سلجھے ہوئے خطیب و واعظ اور بہترین مبلغ و مقرر ہیں۔ صوفی' متقی' مولوی' شاعر' ادیب' صحافی' مورخ' مترجم' مولف اور بہت عمدہ مصنف ہیں۔ آپ نے متعدد کتب تصانیف فرمائیں جن میں "لطائف اشرف" اور زیر نظر تصنیف لطیف "صراط الطالبین فی طریق الحق والدین" تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔ نیز سلوک کے قواعد و ضوابط پر نہایت جامع کتاب زیر ترتیب ہے جو انشاء اللہ العزیز جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر صحرائے طریقت میں بھٹکنے والوں کے لیے خضر راہ ثابت ہو گی۔

روحانی و جسمانی معالج

صاحب قرآن کریم نبی رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ سے آگاہ فرماتے ہوئے رب العلمین جل جلالہ نے فرمایا "میرے حبیب معلم کتاب و حکمت ہیں۔ لہٰذا وہ عالم جو کماحقہ' مظہر اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگا وہ کتاب و حکمت کے فیوض و برکات کا مستحق ٹھہرے گا۔ اگر اس فارمولے کو سامنے رکھتے ہوئے ہم ڈاکٹر صاحب کا موازنہ کرتے ہیں تو آپ عالم کتاب بھی نظر آتے ہیں اور صاحب حکمت بھی دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ جہاں آپ نے مروجہ علوم و فنون کی تکمیل فرمائی وہاں طب روحانی' طب نبوی' طب یونانی اور طب جدید (میڈیکل) میں بھی کمال حاصل کیا اور بہترین روحانی و جسمانی معالج و سرجن ہیں۔ اگر طب یونانی میں طبیب حاذق ہیں تو انگریزی طریقہ علاج میں اکثر امراض کے سپیشلسٹ ہیں۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

لطف یہ کہ آپ خصائل و شمائل، وضع قطع اور لباس کے معاملہ میں عام صوفی دکھائی دیتے ہیں۔ تجارتی امور کی مصروفیات کے باوجود اپنے وظائف و اوراد اور معمولات پر سختی سے پابند ہیں۔ یہ سب فیضان ہے حضرت مخدوم سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، جن کی روحانی قوت ہر وقت ان کے شامل حال رہتی ہے۔

اسلامی اداروں کی سرپرستی

آپ کریم ابن کریم ہیں۔ اس لیے پاک و ہند کے متعدد دینی مدارس اور مساجد کی مالی سرپرستی آپ کا مرغوب ترین عمل ہے۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ سنت پر ٹھوس اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کے لیے فرض سمجھتے ہیں اس لیے اپنے اکابر اور دیگر اسلاف عظام کے تہوار منانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ سادات اشرفیہ کے اعراس کا انعقاد آپ کا تاریخی کارنامہ ہے۔ کراچی اور لاہور میں سالانہ عرس منعقد کرتے رہتے ہیں۔ اکابر اسلام کی پاکستان میں تشریف آوری پر بڑے بڑے ہوٹلوں میں استقبالیہ محافل کا اہتمام فرماتے ہیں۔ سیکڑوں مدعوین کی اعلیٰ سطح پر مہمان نوازی سے قلب و روح کو تسکین بخشتے ہیں۔ الغرض آپ مادی و روحانی دولت سے اسلام کی خدمت میں پیہم مصروف ہیں۔ آپ نے متعدد مساجد اور مدارس از خود تعمیر کرائے۔ اشرفی ٹاؤن رائے ونڈ، لاہور میں عظیم الشان دینی مدرسہ اور وسیع و عریض جامع مسجد کی تکمیل ہوا چاہتی ہے جس پر کروڑوں کی لاگت کا تخمینہ ہے۔

ملازمین سے برتاؤ

سب سے نازک ترین مرحلہ ہر وقت اپنے ساتھ رہنے والوں کے معاملات کا ہے۔ گھریلو فرائض کو احسن طریقہ سے انجام دینا، اہل خانہ اور بچوں کے ساتھ رحم دلی اور نرمی سے پیش آنا، خدام کی حوصلہ افزائی اور کام سے ان کی عدم توجہی سے

Marfat.com

اعراض برتنا یہ ایسے امور ہیں جن پر صبر و استقامت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔
چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں جب ہم اس نہج پر کھوج لگاتے ہیں تو یہاں بھی آپ دیگر امراء سے منفرد نظر آتے ہیں۔ آپ کے حسن برتاؤ اور بعض کوتاہیوں پر خدام سے درگزر کرنا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے جس کے باعث افراد خانہ سے لے کر دفتری ملازمین تک سبھی آپ کے گرویدہ نظر آتے ہیں۔ جب آپ بیرونی دورے پر جاتے ہیں تو خدام کی حالت قابل دید ہوتی ہے۔ اتنی سی جدائی بھی برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے اور جب بعافیت واپس تشریف لاتے ہیں تو ان کی اس دن عید ہوتی ہے۔
محسوس ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد **من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا فلیس منا** ہمہ وقت فردوس نگاہ رہتا ہے۔ نیز علماء و مشائخ اور طلباء کے بے حد قدردان ہیں۔ ان کی عزت و تکریم کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔

قارئین سے التماس ہے کہ ڈاکٹر صاحب قبلہ کے تفصیلی حالات اور سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے شجرہ ہائے نسب و طریقت' آپ کی تاریخی تصنیف "لطائف اشرف" "صراط الطالبین" میں ملاحظہ فرمائیے' جو ۱۹۸۶ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر اہل علم و ادب اور صاحبان عقیدت و محبت سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ممدوح اکابر و اصاغر حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے سایہ عاطفت و رافت کو ہم پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ و صحبہ اجمعین

طالب دعا

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

........اور کارواں بنتا گیا

حضرت الحاج ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

حلقہ اشرفیہ پاکستان کے امیر کی حیثیت سے یہ فقیر جو کچھ کر سکا گو وہ بہت کم ہے لیکن پھر بھی نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے' کے مصداق اب بازار میں سلسلہ اشرفیہ کی کتب "لطائف اشرف"' محبوب ربانی' قطب ربانی' صراط الطالبین الی طریق الحق والدین کے علاوہ "ماہنامہ آستانہ کراچی" سلسلہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھا شریف کا نقیب ہے جو برابر عوام و خواص میں سلسلہ اشرفیہ کو روشناس کرا رہا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ اس کی مقبولیت پاکستان اور بیرون پاکستان برابر بڑھتی جا رہی ہے۔

"حلقہ اشرفیہ پاکستان" کے زیر اہتمام اعراس "حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں" کے علاوہ اب "محدث اعظم ہند کچھوچھوی کانفرنس" کا انعقاد بھی ہر سال پابندی سے کرانا ہمارا معمول بن چکا ہے اور اس موضوع پر باقاعدگی سے "آستانہ کا" خصوصی شمارہ بھی شائع کیا جاتا ہے جو نہایت پر مغز اور تاریخی مضامین سے آراستہ ہوتا ہے۔

اس سال حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی کانفرنس کے انعقاد کے مبارک موقع پر آپ کا دیوان "فرش پر عرش" اور وہ مقالات جو محدث اعظم ہند کانفرنس میں پڑھے گئے نیز

Marfat.com

"مجموعہ خطبات سنی کانفرنس بنارس 'اجمیر منعقدہ ۱۹۴۶ء کتابی شکل میں پہلی مرتبہ شائع کیے جارہے ہیں۔ اس سلسلہ میں اراکین حلقہ اشرفیہ پاکستان قابل صد مبارک باد ہیں جن کے تعاون سے یہ کام مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔

الحمدللہ تعالیٰ "حلقہ اشرفیہ پاکستان" جسے قائم ہوئے اب تیس سال ہو رہے ہیں' یہ حضرت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھامقدسہ کی خواہش پر اور ان کی اجازت سے قائم ہوا تھا۔ اس حلقہ اشرفیہ کے قیام کا مقصد پاکستان میں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی اشاعت' بزرگان سلسلہ اشرفیہ کے حالات زندگی کو عوام تک ایک خاص سلیقے سے پہنچانا اور روشناس کرانا' تمام اشرفیوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا نیز سلسلہ اشرفیہ کے اکابر کے اعراس کا انعقاد اور خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کی ایک شاخ کی حیثیت سے تمام اشرفیوں کو مرکزی درگاہ عالیہ اشرفیہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سے براہ راست منسلک کر کے فیض سلطانی سے بہرہ ور کرنا تھا۔

مجھے آج یہ کہتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ الحمدللہ تعالیٰ حلقہ اشرفیہ پاکستان نے اپنے تیس سالہ سفر میں مذکورہ مقاصد کافی حد تک حاصل کر لیے ہیں۔ گو کچھ ناعاقبت اندیش افراد نے اپنی ذاتی انا اور جھوٹی شہرت کے لیے حلقہ اشرفیہ کے ساتھ .... کر کے اشرفیوں میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن حلقہ اشرفیہ پاکستان اب اس قدر متعارف ہو چکا ہے کہ اس نام کے ساتھ اضافوں سے لوگ مفروضہ چہروں کو پہچان لیتے ہیں اور فقیر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ ؎

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر — لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

لیجئے اب "مقالات" ملاحظہ فرمایئے اور تاریخی خطبات کے مجموعہ سے بھی اپنے قلب و نظر کو جلا بخشیے۔

فقط

فقیر محمد سید مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی

امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان لاہور' کراچی

Marfat.com

خطبہ صدارت

پیر طریقت' بدر اشرفیت حضرت الحاج ڈاکٹر
پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ
امیر حلقہ اشرفیہ (رجسٹرڈ) پاکستان

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین' الحمد للہ الذی خلق الارض والسماء وھو علی کل شئی قدیر' ھوالاول والاخر والظاہر والباطن وھو بکل شئی علیم' الصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد النبی الکریم ارسلہ اللہ الناس کافہ شاہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا' الذی مبعوثون نبیا فی العلمین جمیعا' صلواۃ اللہ تعالی و سلامہ و تحیاتہ و برکاتہ علی ھذا النبی الکریم و علی الہ و اصحابہ وازواجہ وسلم اجمعین' تسلیما کثیرا کثیرا۔:۔

امابعد میرے معزز سامعین' مشائخ عظام علمائے کرام السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

رئیس المتکلمین سید المفسرین امام المحدثین قدوۃ الاصفیا سالار اہل تقویٰ حضرت الشاہ سید محمد' محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ کی یاد میں پاکستان کی تاریخ کی یہ دوسری کانفرنس منعقد کی گئی ہے' گذشتہ سال پہلی کانفرنس کی کامیابی نے حلقہ اشرفیہ پاکستان کو ہمت اور روشنی عطا کی کہ وہ آئندہ اس کانفرنس کو صرف "نشستا گفتا" برخواستا" کی حد تک محدود نہ رکھے بلکہ حضرت ممدوح کی ہمہ پہلو شخصیت کے مختلف گوشوں کو نہ صرف اجاگر کرے بلکہ اہل السنت و الجماعت کی مستقبل میں رہنمائی کے لیے حضرت کی فعال زندگی پر تحقیقی کام کو آگے بڑھائے اور حضرت کی ہمہ جہتی سے روشنی حاصل کرے۔:۔

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں ہے کہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ شیخ طریقت اپنے ماموں، سسر حضرت عارف باللہ فنا فی الرسول، علامہ العلام مولانا سید احمد اشرف الاشرفی جیلانی کے مرید اور خلیفہ اعظم ہی نہیں، بلکہ خاندان اشرفیہ کچھوچھا شریف کے ایک ایسے روشن چراغ تھے، جس نے برصغیر کے تمام اہل سنت کو اپنی علمی، روحانی، سیاسی، معاشی، اقتصادی روشنی سے تقریباً پچاس سال تک نوازا اور ایسا نوازا کہ برصغیر کے کسی کونے میں کوئی ایسی محفل خواہ میلاد شریف کی محفل ہو، کانفرنس ہو، مناظرہ ہو وہ حضرت کی قد آور شخصیت کی موجودگی کے بغیر سونی ہوتی تھی، بے رونق کہلائی جاتی تھی۔

میں مزید تفصیلات میں جانے سے قبل اپنے مقالہ نگاروں کی خدمت میں دل کی گہرائی سے شکریہ پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد اپنے سر کے تاج مشائخ عظام علمائے کرام کی تشریف آوری پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، اور اپنے اشرفی بھائیوں و اشرفی صوفیا کا بھی احترام کرتا ہوں کہ ان سب نے ملک کے مختلف حصوں سے اس کانفرنس میں شرکت کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔

حضرات گرامی! آج کی اس کانفرنس میں حضرت محدث اعظم کی ہمہ گیر شخصیت کے چند گوشوں پر تحقیقی مقالے پڑھے گئے ہیں اور خطیب حضرات نے اپنے بہترین انداز میں حضرت کی زندگی کے مختلف حصوں پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ بالیقین حضرت ممدوح کی بارگاہ میں بہترین نذرانہ ہے اور آج میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ ان تمام مقالات کو آئندہ سال کانفرنس سے قبل کتابی شکل میں طباعت کرایا جائے گا۔ تمام اہل سنت کے اکابرین، مقررین، مقالہ نگاروں کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

حضرات! آج پاکستان میں کانفرنسوں کے انعقاد کی بھرمار ہے لیکن ان کانفرنسوں کو صرف سننے، سنانے کی حد تک رکھا گیا ہے جس سے اہل السنت و الجماعت کو فی الواقع کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ یاد رکھیں کہ الفاظ منہ سے نکل کر ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہیں، لیکن کتابت کی سیاہی کاغذ پر روز بروز سوکھ کر پکی ہوتی رہتی ہے۔ آج اگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی تصانیف ہمارے درمیان نہ

Marfat.com

ہوتیں تو کیا آپ آج کے اس پر آشوب دور میں اہل سنت کی رہنمائی کے لیے کوئی اور مثبت طریقہ اختیار کر سکتے تھے؟ آج اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ذات گرامی پر تمام تحقیقات کا دارومدار اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی بنیاد پر ہی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ اپنے اکابرین کی یاد میں منعقدہ کانفرنسوں کو صرف کلام و بیان تک محدود نہ رکھیں۔

حضرات گرامی! حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ کی باوقار شخصیت پر حلقہ اشرفیہ پاکستان ہر سال ماہنامہ "آستانہ" کراچی کا ایک پرمغز اور جدید مضامین سے بھرپور نمبر شائع کرتا ہے اور الحمدللہ اب تک ہر دو شائع شدہ نمبروں کو خواص اور علمی طبقے میں سراہا گیا ہے۔ آج میں آپ کو یہ خوشخبری بھی سنانا چاہتا ہوں کہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ کا ترجمہ کردہ قرآن پاک "معارف القرآن" جو ہندوستان میں طباعت کے زیور سے آراستہ ہو کر عوام تک پہنچ چکا ہے وہ انشاء اللہ مستقبل قریب میں پاکستان میں بھی طباعت پذیر ہو کر آپ تک پہنچے گا' اس کے علاوہ حضرت کی مختلف تصانیف کی طباعت کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔

گزشتہ سال محدث اعظم ہند کچھوچھوی کانفرنس میں علمائے کرام اور خطیب حضرات نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ حضرت کا بنارس سنی کانفرنس کا خطبہ صدارت کتابی شکل میں شائع کیا جائے اور عام کیا جائے۔ انشاء اللہ یہ تاریخی خطبہ بھی طباعت کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ آج اس کانفرنس کی وساطت سے میں اپنے مشائخ عظام علمائے کرام محققین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ حضرت کی شخصیت پر اپنی تحقیق کے مطابق افکار سے اہل سنت کو نوازیں تاکہ اہل السنت و الجماعت کی وہ کشتی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بحر ظلمات میں گھر کر مخالف و بپھری ہوئی موجوں کے تھپیڑے کھا رہی تھی تو حضرت محدث کچھوچھوی اور حضرت صدر الافاضل علامہ العلام مولانا سید محمد نعیم الدین اشرفی مراد آبادی نے جس طرح اس کشتی کی ناخدائی فرمائی تھی اس ادراک و فہم سے ہم آج کے سنی آشنا ہو سکے کیونکہ آج شاید یہ دردناک حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اہل السنت و

Marfat.com

الجماعت کی یہ کشتی پھر کسی ناخدا کی منتظر ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آج سینوں کی جماعت مخالفین کے بدترین ہتھکنڈوں کے علاوہ آپس کے جس انتشار کا شکار ہے اس کی مثال ماضی کے کسی پہرے میں نہیں ملتی اور یہ انتشار آج ہماری رسوائی اور تباہی کا باعث ہے۔ گو بہ ظاہر ہمیں اتحاد' اتفاق کی نوید ملتی رہتی ہے لیکن عملاً کوئی پیش رفت نظر نہیں آتی ایسے موقع پر ہمیں پھر ایک بار بنارس سنی کانفرس میں پڑھے گئے اس تاریخی صدارتی خطبہ کے مطالعہ کی ضرورت ہے جس میں مستقبل کے تمام ممکنہ خطرات کی نشاندہی کی گئی تھی اور ان کا حل پیش کیا گیا تھا کاش آج ہم پھر ماضی سے سبق حاصل کریں اور اپنے اکابرین کے چھوڑے ہوئے نقوش قدم پر اپنے مستقبل کی منزل کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھیں اور وہ ہی کچھ کریں جو کچھ ہمیں بتایا گیا تھا' سکھایا گیا تھا۔

حضرات آج ہمیں بڑا دکھ ہوتا ہے' جب ہم بدعقیدگی کے پھیلتے ہوئے بحر بے کنار کی طرف مظلومانہ انداز میں تکتے ہیں' اور خود کو مجبور پاتے ہیں کہ اس کا منظم مقابلہ کس طرح کریں؟ آج جب ہم اپنے گردوپیش نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ہر طرف قیام پاکستان سے قبل کے احراری' کانگریسی' علمائے دیوبند کے چیلے چپاٹے مخالفین قیام پاکستان حکومت کے اہم مناصب پر براجمان نظر آتے ہیں اور اپنی بدطینتی و بدلگامی کا نہ صرف برملا اظہار کرتے رہتے ہیں' بلکہ ملک کی اساس پر ضرب کاری لگانے اور اسلامی ریاست کی بنیادوں کو متزلزل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ لیکن ہم اہل السنت و الجماعت اور سینوں کی جنہوں نے یہ ملک بنایا تھا' بے بسی قابل دید ہے۔ آج بھی الحمدللہ پاکستان کی غالب اکثریت اہل سنت سے وابستہ ہے لیکن اس بے بسی کا علاج اور اس مرض کی تشخیص اگر ہم کرنا چاہیں تو اس مرض کی تشخیص بھی بنارس سنی کانفرنس کے اسی تاریخی خطبہ میں مل جاتی ہے جو حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے آج سے پچاس سال قبل پڑھا تھا اور اسی خطبے میں اس کا علاج بھی بتایا گیا تھا۔

آج ثقافت اور کلچرل شو کے نام سے جو کچھ ملک میں کیا جا رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ لطائف اشرفی

Marfat.com

میں فرماتے ہیں کہ جب کسی قوم کا زوال قریب ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس قوم کی اخلاقیات کی تباہی ہوتی ہے اور قوم فروعی لہو و لعب میں ہمہ تن مصروف ہو جاتی ہے' پھر اس کے فوجی محاسن ختم ہو جاتے ہیں اور پھر اللہ کا قہر کسی بھی شکل میں نازل ہوتا ہے جیسے خوارزمی سلطنت میں تباہی سے قبل مسلمان اللہ کو بھول گئے تھے۔ اپنی حالت سے بے بہرہ ہو کر سجدہ شکر کی بجائے لہو و لعب میں مشغول تھے کہ چنگیزی حملہ کا شکار ہو گئے جس میں تقریباً ۶۰ سے ۷۰ لاکھ مسلمان شہید ہوئے اور اس سے قبل اسپین کی اسلامی سلطنت کا جو حشر ہوا وہ تاریخی کتب میں ڈھکا چھپا نہیں ہے' کیا آج بھی قوم لہو و لعب میں مست دشمن تحریک کی چالوں سے ناواقف ہو کر اسے بہترین قوم قرار نہیں دے رہی؟ اسی طرح کیا یہ حقیقت نہیں کہ سینوں کی قوم سے کاٹی گئی زکوٰۃ مستحقین کی بجائے ملحدوں' غنڈوں' بدکاروں میں تقسیم کی جا رہی ہے۔ بزرگان دین کی درگاہوں کی آمدنی کو محکمہ اوقاف جس کے کارندے زیادہ تر بدعقیدہ ہیں ان کی خواہشات کے مطابق بدعقیدہ لوگوں کو پالنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے آج وزارت مذہبی امور میں تمام بڑے آفیسر بدعقیدہ ہیں' جو ہر قدم پر اہل سنت کے امور کو تاخیر سے نمٹانے بلکہ ناکارہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ کتنی تلخ حقیقت ہے یہ کہ آج شاتم رسول' بدگویان و گستاخان رسول کی پشت پناہی میں تمام سرکاری مشینری مستعد رہتی ہے' لیکن اسلام اور اسلام کے نام لیوا سینوں کی داد رسی کے لیے کوئی تنظیم نہیں۔ آج بوسنیا' کشمیر کے نام پر تمام پروپیگنڈا عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے کیا جاتا ہے' لیکن کراچی میں پاکستان بنانے والوں کے قتل عام پر ایک رہنما بھی آنسو بہانے کو تیار نہیں۔ قوم کی یہ بے حسی' بے بسی قوم کی تباہی کی غمازی کر رہی ہے۔

آج محدث اعظم کچھوچھوی کانفرنس کے ذریعہ اہل السنت والجماعت کے موجودہ اکابرین کی خدمت میں یہ دردمندانہ التماس ہے کہ خدارا اپنے اختلافات کو بھلا کر اپنی انا کو خیرباد کہہ کر آپس میں اتفاق و اتحاد پیدا کر کے صرف تقاریر کی حد تک نہ رہ جائیں بلکہ متحدہ طور پر اس اسلامی ریاست کو الحاد و کفر اور بدعقیدگی کے بحران سے نکالیں اور ملک کی اساس جو نظریہ اسلامی پر استوار ہے اس کو مضبوط

Marfat.com

ترکریں۔ بنارس سنی کانفرنس میں مستقبل کے جن خطرات کی نشان دہی کی گئی ہے اور اس کا حل بتایا گیا ہے۔ ان خطوط پر اپنی منزل کا تعین کریں اور حالات و کوائف کے مطابق قوم کی صحیح رہنمائی کریں۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آج ہم میں کوئی ہمہ گیر شخصیت نہیں۔ کوئی قوم کا ہمہ گیر رہنما نہیں۔ جماعت میں لیڈروں کی بھرمار اور رہنمایان ملت کی قلت ہے۔ اس کی وجہ صرف ذاتی اغراض' ذاتی مفادات' انا اور ضد ہے' باطل جراثیم ہیں جن سے اہل سنت کی اکثریت متاثر ہے۔ حضرات آج اگر اخبارات کے کالموں کا مطالعہ کیا جائے تو عجیب عجیب کالم نویس نظر آتے ہیں۔ جن کو دین کی ابجد سے واقفیت نہیں وہ دین اور دینداروں پر اپنے بھونڈے انداز میں منہ شگافی کرتے ہیں۔ جس کو پڑھ کر یہی سوچنا پڑتا ہے "جواب جاہلاں باشد خاموشی" ایسی ایسی تاویلات اور من گھڑت تشریحات پیش کی جا رہی ہیں جن کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں اور دین متین شارع علیہ السلام سے منسوب ایسی ایسی تحریریں اور توضیحات پیش کی جا رہی ہیں جو صرف وہ پیش کر سکتا ہے جس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا علم نہ ہو کہ: "اگر کسی نے مجھ سے غلط بات منسوب کی تو اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنایا" **اعوذ باللہ العظیم**

حضرات گرامی! ان مذکورہ بالا تمام بے ہودگی اور بے بہرگی کی وجہ صرف اور صرف سنیوں کا انتشار ہے۔ قوم انتشار کا شکار ہے۔ نصرانیوں' یہودیوں کی پیروی نے ہم کو یہاں تک پہنچایا' حالانکہ اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ کی تقلید نہ کرو۔" لیکن ہم اس قدر بے حس ہوگئے ہیں کہ گناہ کر کے بھی احساس نہیں ہوتا۔ بلکہ ٹی وی اور ریڈیو پر بھی سب کچھ کہنے سے باز نہیں آتے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ بہرحال میں تمام حاضرین سے ملتمس ہوں خاص طور پر اکابرین سے استدعا ہے کہ اپنے ماضی سے بے خبر نہ ہوں۔ حال کی خبرگیری کریں اور مستقبل کی پلاننگ سے قوم کو' سنیوں کو آگاہ کریں اور سالار قافلہ کے فرائض انجام دیں۔

آج بھی الحمد للہ اہل السنت و الجماعت اکابرین اور محدثین و محققین سے خالی نہیں ہے لیکن آپس کے انتشار نیم مولوی' نیم مفتی اور عوامی خطیبوں کے

Marfat.com

اژدھام نے انہیں خاموشی سے کام کرنے پر مجبور کر دیا ہے لہٰذا میں ان تمام اکابرین' محدثین' محققین سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے کام اور اپنی محنت کو خواص سے نکال کر عوام میں متعارف کرائیں اور اپنی گوشہ نشینی سے نکل کر اہل سنت کی صحیح رہنمائی کریں۔

ایک رہبر ہو' ایک قائد ہو۔ ایک مرکز ہو پھر — ہر جگہ اس کی شاخیں ہوں' احکام مرکز کے سب تابع ہوں۔ مرکز تمام شاخوں کی ضروریات' حالات و کوائف کا خیال رکھے اور رہنمائی کرے۔ دنیا میں کوئی کل نہیں ہے لہٰذا کل (اپنی انا) کو چھوڑ کر سب کو پکڑیں ایک کریں' ایک روح سب قالب ہوں۔ یاد رکھیں جو قوم اپنے ماضی کو بھول جاتی ہے وہ مستقبل کو نہیں پاتی۔ ماضی سبق حاصل کرنے کے لیے ہے۔ حال عمل پیرا ہونے کے لیے ہے۔ مستقل بہترین پلاننگ کے ساتھ بڑھنے کے لیے ہوتا ہے۔

آخر میں' میں تمام اکابرین' حاضرین' مقررین' مشائخ عظام علمائے کرام کی خدمت میں ان کی تشریف آوری پر شکریہ پیش کرتا ہوں اور جو اپیل میں نے اپنے معروضات میں کی ہے اس کو قبول کرنے کی استدعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پھر اتحاد' اتفاق سے ہمکنار کرے۔

مُتّحِدّ سُنّی ہوں پاکستان میں

پنجاب' سرحد ' سندھ بلوچستان میں

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین و الحمدللہ رب العلمین

فقط

فقیر سید محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی

امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان

و مسند نشین سلسلہ عالیہ اشرفیہ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

حیران کردینے والی شخصیت

حضرت محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ

تحریر: صاجزادہ خورشید احمد گیلانی

دنیا میں ہمیشہ دو طرح کے لوگ رہے ہیں' ایک وہ جو "تاجور" کہلاتے ہیں اور دوسرے وہ جو "دیدہ ور" ہوتے ہیں' دونوں میں فرق یہ ہے کہ تاجور گردش زمانہ کی نذر ہو گئے ہیں اور دیدہ ور مر کر بھی امر بن گئے ہیں۔ دنیا نے کسی وقت جن کے سروں پر تاج دیکھے تھے آج ان کی قبروں کی خاک اڑ رہی ہے اور جو دامن چاک نظر آتے تھے ان کے نام کی گونج فلک الا فلاک پر سنائی دیتی ہے' جو عالیشان مقبروں کے مکین ہیں وہ تنہائی کی آکاس بیل میں لپٹے ہوئے ہیں اور جو کچی لحد میں اتارے گئے ان کے چرچے ہر سو پھیلے ہوئے ہیں' جو کبھی چوبداروں کے جلوس میں نکلا کرتے تھے ہمیشہ کے لیے لوگوں کے حافظے سے نکل چکے ہیں اور جو کٹیا کے گوشے میں پڑے رہتے تھے آج دنیا ان سے جڑے رہنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ جن کی پیشانی نازک سی گرہ اوراق حکومت پہ شکن ڈال دیتی تھی تاریخ نے ان پر گمنامی کا کفن ڈال دیا ہے اور جن کی جبین نیاز میں سجدے تڑپتے تھے آج ان کی چوکھٹ پر شاہان وقت کھنیاں رگڑتے ہیں۔ تخت زر نگار پر فروکش وقت کے دھارے میں خار و خس بن کر بہہ گئے اور بوریا نشین لوح زمانہ پر ثبات ہو کے رہ گئے ہیں۔ تاج زر اور خرقہ فقر کی عجیب داستان ہے۔ تخت کے موتی اور تاج کے ہیرے وہ کچھ نہ دے سکے جو بیاباں کے گردوں نے عالم انسانی کو عطا کیا ہے۔ یہ منظر تاریخ نے بار بار دیکھا کر قصر مرکز سے اٹھیں، کٹیا کی طرف اٹھیں مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ جھونپڑی میں آکر عافیت کے طالب

Marfat.com

ہوئے مگر اس کا ایک بھی گواہ نہیں کہ کسی بوریا نشین نے شاہوں کی چوکھٹ پر سر نیاز جھکایا ہو وارثان جمشید و فریدوں تو تاج و تخت سے اکتا گئے مگر بوذر؟ و سلمان رضی اللہ عنہما اپنی گلیم فقر سے کبھی دلبرداشتہ نہ ہوئے تاریخ نے شاہوں کو خانقاہوں میں آتے دیکھا لیکن گداؤں کو کجکلاہوں کے پاس جاتے نہیں دیکھا۔ امیروں کو اطلس و کمخواب چبھنے لگے لیکن فقیروں کو کھدر کے چیتھڑے راس آ گئے۔

کلاہ خسروی نے کسی کو اتنا عالی دماغ نہ بنایا جتنا کہ دونی کی ٹوپی نے کر دیا۔ سکندر گھڑی گھڑی بدلتے رہے مگر قلندر جہاں تھے وہیں رہے۔ سکندر کو تاج و تخت سرچشمی نہ دے سکا مگر قلندر کو فقر نے تونگر بنا دیا۔

کیچ مکران کا گورنر حاکم شاہ (م ۱۳۶۸ء) حضرت شاہ رکن عالم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید بنا۔ گورنری چھوڑ کر گدڑی پہن لی۔ اوچ اور سکھر کا درمیانی علاقہ آپ کا تبلیغی مرکز بنا اور ہزاروں لوگوں نے فیض پایا۔

آج جس حیران کر دینے والی شخصیت کا ذکر خاصل محفل ہے یہ بھی اسی قبیلے کے فرد ہیں جس قبیلے نے خاک تو چھانی ہے مگر نفس شریر کی بات نہیں مانی۔ بادشاہت کو لات ماری ہے مگر مقدر کی بازی نہیں ہاری۔ تخت حکومت کو چھوڑا اسے مگر اللہ سے منہ نہیں موڑا۔ حضرت محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ سے منہ نہیں موڑا۔ حضرت محدث کچھوچھوی کے جد امجد حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانیؒ سمنان کے بادشاہ تھے۔ جب ۸۳۲ھ میں وفات پائی تو ایک زمانے کے مرشد و رہبر تھے۔

حضرت محدث کچھوچھویؒ اس میراث کے حامل تھے اور مقام شکر ہے کہ انہوں نے بزرگوں کی میراث کی لاج نبھائی ہے اور اپنے آپ کو زندہ جاوید کر لیا ہے۔

قسیم فیض ازل نے حضرت محدثؒ کو یک رنگ بننے کا یہ صلہ عطا کیا کہ ہمہ رنگ شخصیت بنا دیا۔ وہ ایک در کے ہو رہے اللہ نے انہیں ہر دروازے سے بے نیاز کر دیا۔ انہوں نے دل و نگاہ کو یکسو کیا قدرت نے ہر میدان میں سرخرو کر دیا۔ انہوں نے خود کو بازار عشق میں نیلام کیا عشق تعالیٰ نے انہیں نیک نام کر دیا۔ وہ محدث

Marfat.com

تھے، مفتی اعظم تھے، فقیہہ تھے، مفسر تھے، مرشد تھے، معتبر عالم تھے اور اپنے دور کے باصول اور غیرت مند سیاستدان تھے۔ میں جب ان کی شخصیت کے یہ پرتو دیکھتا ہوں تو اس وقت حیرت میں ڈوب جاتا ہوں جب وہ مجھے سلجھے ہوئے خطیب، نعت گو شاعر اور صاحب اسلوب انشاء پرداز بھی دکھائی دیتے ہیں۔ محدث وہ ہوتا ہے جو کانٹے کی تول تولے اور مفتی وہ ہوتا ہے جو قانون کی زبان بولے۔ فقیہہ وہ جو مسئلہ سمجھائے اور مفسر وہ جو قرآن کی منشا بتلائے۔ عالم راہ دکھلاتا ہے اور مرشد منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ یہ سب کام جس نے اپنے ذمے لے رکھے ہوں اس کے لیے بہت مشکل ہے کہ وہ خطابت کے کوچے سے گزرے۔ شاعری کی گہرائی میں اترے اور ادب و انشا کی وادی طے کرے۔ مگر حضرت کچھوچھویؒ خطابت کے کوچے سے گزر ہی نہیں اس کوچے کا ہر قدم یادگار بنا دیا ہے۔

شاعری نہیں کی بلکہ جادوگری ہے ادب و انشا کے میدان میں صرف پڑاؤ ہی نہیں ڈالا بلکہ اپنا جھنڈا گاڑا ہے۔

محدث اعظم کی خطابت کا رنگ دیکھنا ہو تو بنارس سنی کانفرنس سے خطاب کا نمونہ دیکھا لیا جائے۔ یہ آہنگ قابل دید ہے۔

"دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقہ نے عالمگیر و جہانگیر کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا یعنی علماء حق وہ نہ کسی مغرور کے دبائے دبتے ہیں نہ کسی شک وہمی سے الجھتے ہیں نہ کسی بد زبان بے لگام کو پرکاہ کے برابر سمجھتے ہیں وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں۔ حق گو ہیں، حق پرست ہیں اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں"۔

آپ کا حسن انشاء بھی دامن نظر کھینچتا ہے۔ ایک عباپوش اور عمامہ بسر عالم کا سواد تحریر دیکھیں۔

"اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکر ہے کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرات کو ایک مقام پر جمع کر دیا نہ ہم میزبان ہیں اور نہ آپ مہمان! بلکہ ہم جاں بلب ہیں اور آپ

Marfat.com

مسجادم ہیں۔ آپ ہماری کراہ سے نہ گھبرائیں' آپ ہماری بے چینی سے چیں بہ جبیں نہ ہوں۔ ہم آپ کی خاطر کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں۔ ہم آپ کو کہاں ٹھہرائیں؟ ہمارے پاس تو پھونس کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو ٹھہرانے کے لیے ہمارے خانہ دل کی ویرانیاں ہیں اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے جگر حاضر ہے اور پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ سر حاضر ہے"۔

اوپر کے الفاظ آپ کے اس لکھے ہوئے خطبے کے ہیں جو آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس میں شریک علماء اور مشائخ کی خدمت میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا تھا۔

عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ مذہبی لوگ سنکی ہوتے ہیں حسن لطیف ان کو چھو کر نہیں گزری۔ مفتی صاحبان ایک طوفان ہوتے ہیں خوش ذوقی فتوؤں کی لہر میں بہہ جاتی ہے۔ محدث اور فقیہہ سنجیدہ ہوتے ہیں اس لیے شعر و ادب ان سے رنجیدہ رہتے ہیں۔ علماء کی بھنویں ہر وقت تنی رہتی ہیں اس لیے فنون لطیفہ سے ان ہر لمحہ ٹھنی رہتی ہے۔ مگر جب ہم اپنے وقت کے عظیم محدث' فقہی عالم اور شیخ سے ملتے ہیں تو خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ وہ عمر بھر حدیث پڑھاتے رہے اور ساتھ ساتھ ادب و انشا کے جام لنڈھاتے رہے' لوگوں کو فقہی مسائل بتاتے رہے اور پہلو بہ پہلو شاعری کے موتی لٹاتے رہے۔

ان کو تفقہ میں مہارت تھی تو ان کی تغزل میں نفاست تھی۔ مسند ارشاد پر صوفی نظر آتے تھے تو بزم شعر میں قدسی و عرفی دکھائی دیتے تھے۔ ان کی غزل کے چند اشعار سنئے اور سر دھنیے!

اللہ رے شان گلشن زہرا کے پھول کی
کرب و بلا کو رشک گلستان بنا دیا
حسن ملیح یار کی لذت نہ پوچھئے
زخم جگر کو میرے نمکدان بنا دیا

Marfat.com

دستور عشق ہے کہ ابھرتے ہیں ڈوب کر
یوسف کو چاہ نے مہ کنعاں بنا دیا
میری سیاہ بختی پہ جب رحم آ گیا
کملی کو اپنی شمع شبستان بنا دیا

ایک چھوٹی بحر کی غزل بھی ملاحظہ کیجئے، چھوٹی بحر میں بڑے شعر یوں ہوتے ہیں۔

پہلے پتھر کا کلیجہ کیجئے
عشق کا پھر آپ دعویٰ کیجئے
اپنے ماروں کو تو زندہ کیجئے
پھر مسیحائی کا دعویٰ کیجئے
عاقلی دانائی و فرزانگی
ان کے دیوانوں سے سیکھا کیجئے
طاق ابرو ہے کہ محراب حرم
جی میں آتا ہے کہ سجدہ کیجئے

حضرت محدث کچھوچھوی نے ایک غزل میں یہ مضمون بھی باندھا ہے اور کتنا موزوں باندھا ہے۔

لگ گئی ہے عقل کی دنیا میں آگ
کیا ادھر گزری کسی کی آہ عشق
پوچھنا ہے پوچھ لو فرہاد سے
کوہ سے کتنا گراں ہے کاہ عشق

یوں تو ساری زمین اللہ کی ہے اور بہت بڑی نعمت ہے کچھ لوگوں کا وجود اس زمین کا سرمایہ عزت ہے۔ یہ زمین کی تہ ذروں کا ایک مجموعہ ہے لیکن بزرگوں کے قدم لگنے سے یہ ذرے آفتاب بن گئے ہیں۔ لاہور میں سلطان قطب الدین ایبک اور

Marfat.com

شہنشاہ جہانگیر آسودہ ء خاک ہیں۔ مگر لاہور کا اصل شرف یہ ہے کہ وہ "داتا کی نگری" ہے۔ پاک پتن ایک ویرانہ تھا مگر بابا فریدؒ نے اسے انداز شہانانہ عطا کر دیا ہے۔

دلی میں شہنشاہ ہند نصیرالدین ہمایوں کی قبر ہے مگر دلی کو دل والوں کا مرکز نگاہ خواجہ نظام الدین دہلویؒ نے بنایا ہوا ہے۔ ہزاروں شہروں میں ایک شہر سرہند ہے مگر شیخ مجددؒ نے اسے سربلند کر دیا۔ ملتان کسی دور میں بلاشبہ دارالحکومت رہا مگر شیخ بہاؤالدین زکریاؒ نے اسے اپنا مسکن بنا کر ہم پایہ آسمان کر دیا۔ اسی طرح کچھوچھا ایک قصبہ تھا مگر سمنان کے مسافر نے اسے روحانیت کا سرچشمہ بنا دیا اسی چشمے کے ایک گھونٹ نے محدث اعظمؒ کو حیات جاوداں بخش دی۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

Marfat.com

ایک پاکیزہ محفل

از... علامہ اقبال احمد فاروقی

حضرت پیر ڈاکٹر سید مظاہر اشرف صاحب الاشرفی الجیلانی

حضرات علماء کرام' مشائخ عظام

مہمانان خصوصی اور حاضرین مجلس!

آج کی اس پاکیزہ محفل میں حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے خانوادۂ عالیہ کے گل سرسبد حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ کے اذکار و تذکاء کا اہتمام کیا گیا ہے اور میں ذاتی طور پر پیر ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے حضرت محدث کچھوچھوی کی یاد تازہ کرنے کے لیے اس محفل کا اہتمام کیا' علماء و مشائخ کو دعوت شرکت دی۔ حلقہ اشرفیہ کے فیض یافتہ حضرات کو مدعو کیا اور مجھے اپنی نوازش بے پایاں سے یہ عزت بخشی کہ میں آپ کی زیارت کر سکوں۔

حضرات محترم! میں اس مختصر سی محفل میں حضرت محدث کچھوچھوی کی زندگی کے علمی' روحانی اور سیاسی شب و روز تو بیان نہیں کروں گا اور نہ ہی اپنی تقریر کو تذکرہ کی حیثیت دوں گا۔ میں چند لمحات میں حضرت کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے آپ کا وقت لوں گا۔

آپ حضرات' محدث کچھوچھوی کی علمی' روحانی اور سیاسی راہنمائی سے بخوبی واقف ہیں اور آپ نے برصغیر میں جس انداز سے اپنے روحانی اور سیاسی کردار کا مظاہرہ کیا' وہ تحریک پاکستان کا ایک درخشاں باب ہے۔ میں ان تمام حالات سے قطع نظر بعض مشاہداتی حالات کا تذکرہ کروں گا' جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

حضرات! ایک زمانہ تھا کہ انجمن مرکزی حزب الاحناف لاہور علمی اور تدریسی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ انجمن حزب الاحناف کا تدریسی اور تنظیمی نظام حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت علامہ ابوالبرکات زبردست عالم دین اور بلند پایہ معلم' مدرس اور منتظم تھے۔ آپ اپنے

Marfat.com

دارالعلوم حزب الاحناف کے شاگردوں کو دستار فضیلت دینے کے لیے سالانہ جلسے کا اہتمام کرتے تو تین روزہ اجلاس کا اہتمام فرماتے۔ یہ سہ روزہ جلسے پنجاب میں ہی نہیں' برصغیرپاک و ہند میں اپنی مثال آپ ہوتے تھے۔ مولانا ابوالبرکات بڑے بڑے جید علماء اہل سنت کو دعوت دیتے۔ خود ان کے پاس جاتے' ذاتی طور پر اپنے جلسے میں بلاتے اور اس طرح یہ جلسہ پنجاب بھر کے لوگوں کے لیے ایک مثالی جلسہ ہوتا۔

مجھے آج سے پچاس سال پہلے ایک ایسے جلسہ میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا' جو علامہ ابوالبرکات نے مسجد وزیر خان لاہور میں برپا کیا تھا۔ حاضرین میں سے بعض حضرات نے ان جلسوں کی شان و شوکت کو اپنی آنکھوں دیکھا ہوگا۔ ۱۹۴۴ء کا جلسہ تقسیم اسناد مسجد وزیر خان لاہور کے وسیع صحن میں ہوا۔ ایک اسٹیج سجا ہوا ہے جس پر اس وقت کے ساٹھ علماء کرام جلوہ فرما ہیں۔ ہر عالم دین کے لیے ایک گاؤ تکیہ رکھا ہوا ہے اور تروتازہ پھولوں کے گلدستے نہایت سلیقہ سے سجائے گئے ہیں۔ عطر بیزی کا اہتمام ہے' گلفشانی کی بہار ہے اور مقرر حضرات بڑے اہتمام سے حاضرین کو اپنی باری خطاب کر رہے ہیں۔ علامہ ابوالبرکات ناظم جلسہ بھی ہیں' اسٹیج سیکرٹری بھی ہیں' میر محفل بھی ہیں اور امیر مہمان نوازی بھی ہیں۔ مسجد وزیر خان کا صحن سامعین سے لبالب بھرا ہوا ہے۔ اسٹیج سے لے کر بیرونی دروازے تک حاضرین کا جم غفیر ہے۔ ان حاضرین میں علماء کرام' آئمہ مساجد اور دور دور سے چل کر آنے والے وہ مہمانان عزیز ہیں' جن کی علمی سطح آج کے علماء کرام سے بھی بلند ہے۔ اگر آپ میری نگاہوں سے دیکھیں تو عشاء کی نماز کے بعد کے اجلاس میں بڑے بڑے نامور علماء کرام جلوہ فرما ہیں۔ آج حضرت محدث کچھوچھوی کی تقریر ہے۔ آج حضرت محدث کچھوچھوی کا بیان ہے اور آج حضرت محدث کچھوچھوی کا خطاب ہے۔ سید ابوالبرکات نے خانوادۂ سمنان کے اس جلیل القدر عالم دین کا تعارف کرایا' آپ کو دعوت خطاب دی۔ ہزاروں لوگوں کی نگاہیں حضرت محدث کے چہرے کی زیارت سے مستفیض ہو رہی ہیں۔ حضرت محدث نہایت باوقار اور وجیہ شخصیت کے مالک تھے اور بڑے اعلیٰ لباس

Marfat.com

میں مخصوص انداز میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ آپ کے سر پر شہنشاہ سمنان کا مرصع تاج سج رہا ہے۔ ہم نے پہلی بار ایک عالم دین کو ایک بادشاہ کی سج دھج کے ساتھ تاج پہنے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ عالم دین اور تاج شاہی! مگر لوگوں نے بتایا کہ یہ شاہ سمنان کے شہزادہ ہیں۔ یہ ہندوستان کے مشرقی علاقہ "روح آباد" کے بادشاہ ہیں اور خانوادہ اشرف جہانگیر سمنانی کے جانشین ہیں۔ یہ برصغیر کے مسلمانوں کے دینی راہنما ہیں۔ یہ محدث اعظم ہیں۔ یہ محدث کچھوچھوی ہیں۔ ان دنوں بے وقت نعروں کا رواج نہیں تھا۔ لوگ بڑے ادب' ڈسپلن اور عقیدت سے مجالس میں آتے اور خوش آمدید کہتے تھے۔ نعرہ ضرورت کے وقت بلند ہوتا تھا اور جب نعرہ بلند ہوتا تھا' دل و دماغ کھل جاتے تھے۔

حضرت محدث کچھوچھوی سٹیج پر تشریف لائے' مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ حضرت محدث نے خطبہ کا آغاز کیا۔ آپ کی آواز میں رفعت اور بلندی کا یہ عالم تھا کہ محراب سے لے کر مسجد وزیر خان کے بیرونی دروازے تک لوگ یکساں آواز سنتے تھے۔ کوئی شور شرابہ' کوئی بے چینی' کوئی اضطراب' کوئی بدنظمی نہیں ہوتی تھی۔ جب حضرت نے خطبہ پڑھنا شروع کیا' "محمد رسول اللہ" ادا کیا تو مسجد کے در و دیوار گونج اٹھے۔ سبحان اللہ! ماشاء اللہ کی آواز نے فضا کو معمور کر دیا۔ آپ کا خطبہ بڑا پروقار ہوتا۔ پڑھتے مگر بڑے باوقار طریقہ سے ادا کرتے۔ لطف سے ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اترتا جاتا۔

خطاب شروع ہوا۔ پہلے انکساری' عاجزی اور خاکساری کا اظہار' پھر موضوع پر بات' پھر فصاحت و بلاغت کے پھول بکھرنے لگتے۔ آہستہ آہستہ اس بحر علم و فضل سے موتی برآمد ہونے لگے اور سامعین کے دل و دماغ کے پھیلے ہوئے دامن اپنی اپنی بساط کے مطابق موتی اکٹھے کرتے جاتے۔ میں نے حضرت محدث کو تین گھنٹے تقریر کرتے سنا۔ مجمع دم بخود' آپ کی فصاحت و بلاغت مثالی تھی۔ پھر مسائل پر نکتہ آفرینی اہل علم و فضل سے داد وصول کرتی جاتی تھی۔

Marfat.com

حضرات گرامی! حضرت محدث کچھوچھوی کے خطاب کا یہ واقعہ صرف ایک جلسہ لاہور کی نشست کا بیان کیا گیا ہے ورنہ محدث کچھوچھوی نے برصغیر میں ایسے ہزاروں جلسوں میں خطاب کیا اور اپنی فصاحت و بلاغت اور دینی اور روحانی خدمات کا لوہا منوایا۔

مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے تحریک ختم نبوت کے بعد چوک دالگراں کی جامع مسجد میں دارالعلوم نعیمیہ کا آغاز کیا۔ دارالعلیم نعیمیہ کا آغاز بڑی بے سرو سامانی سے ہوا۔ مولانا محمد حسین صاحب نعیمی کی تدریسی ٹیم میں چند اساتذہ تھے مگر ان لوگوں نے بڑی محنت سے اس پودے کو سینچا۔ مفتی صاحب نے اپنے تدریسی ادارہ کے ساتھ ساتھ ملک بھر کے جید علماء کو دعوت دے کر جلسوں کا آغاز کیا' جس سے سارا لاہور مفتی صاحب کی طرف دیکھنے لگا۔ مفتی صاحب نے آگے بڑھ کر حضرت محدث کچھوچھوی کو ایک جلسہ میں خطاب کے لیے ہندوستان جا کر آمادہ کیا۔ آپ کچھوچھہ سے چل کر لاہور آئے۔ میں ان دنوں مفتی صاحب کے حاشیہ نشینوں میں تھا۔ آپ نے مجھے یہ اعزاز بخشا کہ حضرت محدث کچھوچھوی کے اعزاز میں ایک سپاس نامہ پیش کروں۔ میں نے سپاس نامہ تیار کیا اور اس میں حضرت محدث کچھوچھوی کی علمی' دینی' روحانی اور سیاسی خدمات کو بھرپور ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ادبی الفاظ کو سجا کر سپاس نامہ کی زینت بنا دیا۔ حضرت محدث کچھوچھوی نے اپنی تقریر کے آغاز میں مجھے سرزنش کی اور بتایا کہ میں تو ذرہ ناچیز ہوں۔ میری تعریف اور توصیف اس نوجوان نے جس انداز میں کی ہے' اس کا میں اہل نہیں۔ میں شکستہ دل تھا کہ میں نے الفاظ و اوصاف کا جو محل تیار کیا تھا' اسے بیک جنبش زبان تباہ کر دیا گیا ہے۔ مگر چائے پر بیٹھے تو حضرت محدث صاحب نے تمام لوگوں میں آواز دے کر مجھے طلب فرمایا' اپنے ساتھ بٹھایا اور مرے سپاس نامہ کو بڑا سراہا۔ اس طرح میرا دل تازہ ہوگیا۔

میں نے حضرت محدث کچھوچھوی کی کئی تقاریر سنیں۔ ان کی تقاریر اہل علم و فضل کی غذا ہوا کرتی تھیں۔ آپ نے پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد پاکستان کے

Marfat.com

مختلف علاقوں میں تقاریر کر کے ذہن و فکر کی جو آبیاری کی، وہ آپ کی زندگی کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

حضرات گرامی! اس مختصر سی محفل میں حضرت محدث صاحب کی سیاسی راہنمائی پر روشنی ڈالنی مشکل ہے۔ آپ کی روحانی مجالس کا تذکرہ محال ہے۔ آپ کی فصاحت و بلاغت پر گفتگو کرنے کا وقت نہیں۔ آپ کی تحریروں پر بات کرنا آسان نہیں۔

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے!

آخر میں مجھے یہ جسارت کرنے کی اجازت ہونی چاہیے اگر میں میر محفل حضرت پیر طریقت ڈاکٹر سید مظاہر اشرف الجیلانی الاشرفی صاحب کی خدمت میں گزارش کروں کہ وہ آگے بڑھیں اور حضرت محدث کچھوچھوی کی شخصیت، ان کے علمی کارناموں، ان کی روحانی خدمات اور ان کی سیاسی راہنمائی پر کام کریں۔ وہ اپنے ماہنامہ "آستانہ" کی وساطت سے حضرات اشرفیہ کو روشناس کرا رہے ہیں مگر اس قدر کافی نہیں۔ وہ ہمت کے ساتھ آگے بڑھیں۔ علماء کا ایک بورڈ قائم کریں اور اپنی نگرانی میں حضرت محدث کے مختلف افکار کو عوام تک پہنچائیں۔ یہ بات صرف خیالات کی دنیا تک محدود نہیں رہنی چاہیے۔ صرف منصوبہ بندی کی میز تک نہیں رہنی چاہیے۔ صرف وعدہ و وعید تک نہیں رہنی چاہیے۔ اس پر عمل ہونا چاہیے اور اس کے اثرات عوام و خواص تک پہنچنے چاہئیں۔ آخر میں حاضرین کا دلی طور پر خصوصی طور پر ممنون ہوں جنہوں نے میری یادوں کی سماعت کی۔ مہمانان خصوصی کا سپاس گزار ہوں جنہوں نے اپنے دامن سماعت میں جگہ دے کر عزت بخشی۔

اقبال احمد فاروقی لاہور

Marfat.com

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و الصلوہ والسلام علی خاتم النبیین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ

ریاض حیدری اشرفی' پشاور

جناب صدر! گرامی قدر!

آج کی یہ عظیم کانفرنس جس عظیم شخصیت کی یاد میں منعقد کی گئی ہے' وہ خواص میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ نہایت ہی ادب کے ساتھ چند گزارشات حاضرین محفل کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ جیسا میں نے عرض کیا کہ حضرت قبلہ رئیس المتکلمین فقیہ اعظم' مفسر اعظم' محقق اعظم کی شخصیت خواص یعنی علماء میں کسی تعارف کی محتاج نہیں لیکن عوام الناس حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی کے کام تو کجا نام سے بھی واقف نہیں۔ کیا یہ قصور اہل سنت و الجماعت کے علماء کا ہے؟ کیا یہ قصور حکومت کا ہے؟ کیا یہ قصور تعلیمی نظام مرتب کرنے والوں کا ہے؟ جنہوں نے جان بوجھ کر محسنان پاکستان کی کاوشوں سے اپنی نئی نسل کو آگاہ نہیں کیا۔ کیا یہ قصور غیروں کا ہے؟ اور کیا یہ قصور اپنوں کا ہے تو جب یہ سوال میں نے اپنے آپ سے کیا تو میرے وجدان نے ایک ہی جواب دیا کہ یہ قصور صرف اور صرف اپنوں کا ہے۔ کیونکہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی' فکری و عملی اور بے لوث کاوشوں کا کیا یہی صلہ ہے؟ کہ ان کے نام کو انہی کے خاندان کا کوئی فرد دنیا کے سامنے روشناس کرائے۔ مجھے اپنی کم علمی کا احساس ہے

Marfat.com

لیکن یہ ضرور عرض کروں گا کہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ "کوئی چشتیوں کا پیر ہے' کوئی قادریوں کا پیر ہے' کوئی سہروردیوں کا پیر ہے تو کوئی نقشبندیوں کا پیر ہے لیکن میں تمام سنیوں کا پیر ہوں"۔ اس بنیاد پر ہر سنی قصوروار ہے۔

جب تک پاکستان رہے گا' اس وقت تک ہر آنے والے پاکستانی سنی پر حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ کا احسان رہے گا۔ کیونکہ آپ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا "اگر مسٹر جناح پاکستان بنانے سے دست بردار ہو بھی جائیں تو ہم پاکستان بنا کر ہی رہیں گے"۔

حاضرین کرام! آخر محدث اعظم یا تمام اکابر علماء و مشائخ پاکستان بنانے کی کیوں جدوجہد کرتے رہے؟ کیا ہند میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکا جاتا تھا' کیا روزہ رکھنے سے روکا جاتا تھا؟ کیا اور کسی اسلامی رسم کی ادائیگی سے روکا جاتا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا سب کچھ کرنے سے نہیں روکا جاتا تھا بلکہ وجہ کیا تھی' یہ وجہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی نے اپنے خطبہ بنارس میں بیان فرمائی۔ فرماتے ہیں:

"ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر ہمارا نظام نہیں ہے"۔ معلوم ہوا کہ ہند میں ہر بات کی آزادی تھی لیکن آزادی اگر نہ تھی تو اسلامی نظام کی نہ تھی۔ کیونکہ مصطفوی نظام میں حاکم اسلامی' معیشت اسلامی' قانون اسلامی' عدلیہ اسلامی' تعلیم اسلامی الغرض سب کچھ اسلامی تعلیمات کے تابع ہو تو جب کہیں جا کر مصطفوی نظام قائم ہوتا ہے۔ اس نظام کے نفاذ کے لیے ایک الگ جغرافیائی ٹکڑے کی ضرورت تھی۔ یہ ضرورت مسلمانان ہند نے محدث اعظم ہند کچھوچھوی جیسے محسنوں کی قیادت میں حاصل کی لیکن صد افسوس پاکستان جتنی عظیم جدوجہد اور بیش بہا قیمتی قربانیوں کے بعد جن مقاصد کے حصول کے لیے بنایا گیا تھا' ان کو اس کے بنانے والوں کے سامنے سے آج دن تک حاصل نہ کیا گیا۔ ہم نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھلا کر اپنی آرزوئیں' اپنی تمنائیں' اپنی خواہشیں تمام کی تمام انگریز آقاؤں کی جھولی میں ڈالنا

Marfat.com

شروع کر دیں۔ یہ سب کچھ ڈال کر بھی ہمیں اطمینان نہیں۔

علمائے دین سن لیں کہ اب ہمارے پاس لٹانے کو کچھ نہیں۔ سب کچھ لٹ چکا ہے۔ صرف اور صرف اگر باقی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور ایمان کا ایک کمزور سا رشتہ باقی ہے۔ خدارا کچھ کیجئے۔ خدارا نئی نسل کی باگیں تھامئے۔ کیونکہ کبھی ہمارے ہیرو مولا علی، حسین ابن علی، خالد بن ولید، طارق بن زیاد، صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم اور ٹیپو سلطان ہوا کرتے تھے لیکن ہماری نئی نسل کے ہیرو فلمی ستارے اور کھلاڑی ہیں۔

آج بھی اگر آپ حضرات نے اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس نئی نسل کی رہنمائی نہ کی تو آپ سرکار علیہ السلام کو کیا جواب دیں گے۔ کیونکہ علماء کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو انبیاء کا وارث فرمایا ہے، جن کا مشن اور مقصد ایک ہی تھا کہ انسان اور انسانیت کو اندھیروں کے گڑھوں سے نکال کر اجالوں کی راہ ہدایت پر چلانا۔

آہ افسوس کہ محدث اعظم ہند کچھوچھوی نے جن خطرات سے مسلمانوں کو آج سے پچاس برس پہلے خبردار کر دیا تھا، آج مسلمان اسی خطرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں "سینوں کو ایذا دینے کے لیے فضیلت علم میں شیطان کو رسول پر بڑھایا جا رہا ہے۔ رسول پاک کے علم کو پاگلوں، چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختم نبوت کا انکار ہے تو کل کوئی مدعی نبوت نکل پڑا ہے۔ بے دین شرک پرست خود ہیں۔ دینداروں کو بدعتی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی ملت فروشی وہ کریں اور سینوں کو ملت فروش بتائیں۔ نام لیں مدح اہل بیت کا اور تبرا بکیں اصحاب پر۔ دعوت دیں مدح صحابہ کی کام کریں قدح اہل بیت کا۔ یہ تو دین پر بمباری ہے۔ دنیا میں سنی بازار سے نکالا جا رہا ہے اس کو غصب کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کچھ کیوں؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں"۔

کیا یہ مسائل آج اہل سنت و الجماعت کے پیش نظر نہیں۔ حضرت محدث

Marfat.com

اعظم کچھوچھوی کے دور میں اور بھی بہت سے اکابر علماء و مشائخ تھے' جن کے ساتھ نسبت پر نہ صرف اس وقت کے علماء و صوفیاء فخر کرتے تھے بلکہ آج بھی علما اور مشائخ کا اکثر سے بیشتر طبقہ ان کے ساتھ نسبت پر فخر کرتا ہے۔ اس وقت بھی کوئی چشتی تھا' کوئی قادری' کوئی سہروردی تو کوئی نقشبندی' مجددی لیکن سب کے سب ایک ہی سبز ہلالی پرچم تلے جمع تھے۔ کسی کی کوئی الگ سے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد نہ تھی۔ سب کے سب ایک پلیٹ فارم' ایک ہی قائد کی رہنمائی میں اپنی منزل پاکستان کی جانب رواں دواں تھے۔ وہ وقت حصول پاکستان کا تھا' لیکن آج کا دور اس سے کہیں زیادہ آج کے ہر سنی سے انتھک محنت کا متقاضی ہے۔ کیونکہ یہ وقت پاکستان بچانے کا ہے۔ پہلے جو کام انگریز نے کیا' یعنی Divide And Rule اور جس طرح انگریز تجارت کی غرض سے ہند میں آئے اور ہند پر قابض ہوئے اور ایسے ہوئے کہ کلب کے باہر تختی آویزاں ہوتی تھی اور اس پر Dogs and Indian are not allowed تحریر ہوتا تھا۔ بالکل وہی تاریخ آج پھر سے دہرائی جا رہی ہے کہ آج امریکہ کو اپنا آقا مان کر اس کے ساتھ تجارت کی آر میں پاکستان کا سودا کیا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود بھی ہم سنی سن ہو کر رہ گئے ہیں۔

جس طرح میرے والی نعمت مرشد برحق حضرت قبلہ پیر صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ پوری قوم کو ثقافتی یلغار کا ڈرامہ رچا کر لہو و لعب میں مدہوش کیا جا رہا ہے' میں یہ پوچھنے پر حق بجانب ہوں کیا ہماری ثقافت اتنی ننگی' لچر اور بیہودہ ہے' جس میں شرم و حیا کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر نوجوان نسل کو اپنی اسلامی اقدار سے دور کر دیا جائے۔

علماء و مشائخ عظام توجہ فرمائیں۔ جس طرح حضرت قبلہ صاحب نے فرمایا نیم مفتی اور نیم مولوی حضرات کے بارے میں جنہوں نے حقیقتاً اس قوم کو فروعی اختلافات میں الجھا کر رکھا ہوا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کا ذن انہی مسائل میں الجھ کر رہ گیا ہے اور ان کا ذہن کسی تعمیری سوچ کے قابل نہیں رہا۔ آج ہم انجینئر پیدا کر

Marfat.com

رہے ہیں، ڈاکٹر پیدا کر رہے ہیں، وکیل اور سائنس دان پیدا کر رہے ہیں لیکن مسلمان انجینئر، مسلمان ڈاکٹر، مسلمان وکیل اور مسلمان سائنس دان مشکل ہی سے نظر آتا ہے۔

حضرات! قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم عالیہ نے اپنے خطبے میں بہت سی بیماریوں کی نشاندہی فرما دی ہے۔ آپ علماء و مشائخ حضرات معالج اور حکیم ہیں۔ آپ چارہ گر ہیں۔ آپ سے دست بستہ درخواست ہے کہ آپ خدارا میدان عمل میں آئیں اور اس گمراہی کی طرف گامزن قوم کی رہنمائی فرمائیں۔ آپ دیکھیں گے کہ آج بھی مدہوش قوم آپ کے ایک اشارے پر صف بستہ ہو جائے گی۔ آج بھی اس قوم میں کئی غازی علم الدین شہید رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ صرف انہیں تلاش کر کے ان کے دل میں ایمان کی ٹمٹماتی چنگاری کو شعلہ جوالا بنانے کی دیر ہے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

Marfat.com

محدث اعظم ہند کے فارسی کلام
کی
چند جھلکیاں

پروفیسر سید فدا حسین بخاری (لاہور)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بنام یاد آں خورشید روئے
کہ خلوتہا باد آباد دارم

صدر گرامی قدر! قابل صد احترام سامعین کرام! خدائے علیم و خبیر کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب کریم کی امت ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ خالق روز اول کی یہ مہربانی اور یہ عطا ہمارے لیے جو مخصوص ہوئی' اس پر ہمیں بطور خاص شکر گزار رہنا چاہیے۔ نبی آخر کی امت کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اب قیامت تک اسی کو دین اسلام کے تمام تر تقاضوں کو نبھانا ہے۔

بے خبر تو جوہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

فاران کی چوٹیوں پر طلوع ہونے والے آفتاب ہدایت کی روشنی پھیلانے والے عظیم انسانوں میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے فقید المثال کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ اس باغ بے خزاں کے گل صد بہار سیدنا امام حسین علیہ السلام کہ جنہیں شاعر مشرق نے نقطہ پرکار عشق کہا ہے' کی نسل پاک سے ایک ایسی عظیم

Marfat.com

ہستی کا ظہور ہوا' کہ جن کا قدم ہر ولی کی گردن کی زینت بنا اور جن کی شان غوثیت سب سے بلند ہوئی۔ میری مراد شہنشاہ بغداد حضور غوث الاعظم سے ہے۔ سرتاج اولیاء حضور غوث الاعظم کی اولاد نے اپنی نورانیت سے اکناف عالم کو جس خوبی سے روشن کیا' اس کا بیان ابھی آپ کی خدمت میں عرض کرنے والا ہوں۔

قدوۃ الکبریٰ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ نے نوعمری میں بالغ نظری کا ثبوت دیتے ہوئے سمنان کے تخت و تاج کو راہ خدا میں قربان کر کے برصغیر کو اپنے وجود باجود سے مشرف کیا۔ منصب غوثیت پر فائز ہو کر غوث العالم کے لقب سے مشہور ہوئے اور اہل دنیا پر ثابت کر دیا کہ ؎

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

حضور قدوۃ الکبریٰ نے اپنے ہمشیر زادے کو اپنا روحانی بیٹا بنا کر نور العین کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ یہ حضرت سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اول ہوئے۔ یہ سید عبدالرزاق نور العین اشرفی الجیلانی مشہور زماں ہوئے۔ یہ حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔

سید المفسرین' رئیس المتکلمین' زبدۃ العارفین' قدوۃ السالکین محدث اعظم ہند ابوالمحامد حضرت سید محمد اشرفی الجیلانی کا تعلق آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید حسن اشرفی الجیلانی سرکار کلاں کی نسل پاک سے تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۴ء کو بمقام جائسی ضلع رائے بریلی ہوئی۔

میدان تعلیم میں آپ نے دنیائے علم و فضل کی باکمال ہستیوں سے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا۔ خوش خطی اور ریاضی اپنے نانا جان کے مدرسے سے سیکھی۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ فارسی کی معتبر کتب دستور البیان' بہار عجم' گلستان' بوستان' انوار سہیلی' شبنم شاداب' قصائد عرفی سہ نثر ظہوری وغیرہ اور عربی کی معروف کتب علم

Marfat.com

نحو میر، شرح مئات عامل، ہدایت النحو اور کافیہ وغیرہ سے اکتساب علوم کیا۔
فقید المثال خداداد ذہانت پر ان کے اساتذہ بھی حیران ہوتے تھے۔ حضرت
لطف اللہ صاحب علی گڑھی نے آپ کو جو سند دی، اس میں آپ کو "علامہ" لکھا
اس وقت لفظ علامہ کا بے جا استعمال نہیں ہوتا تھا اور کوئی کوئی علامہ ہوتا
ہے

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

حضرت محدث اعظم جب فتاوی نویسی کے لیے امام اہل سنت حضرت مولانا
رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو
خاص اپنے گھر پر ٹھہرایا۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کی صحبت کا اثر یقیناً آپ کی
پر بھی پڑا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دیگر علوم و فیوض میں یکتا ہونے کے علاوہ
نعت گوئی پر ایک رخشندہ و تابندہ ستارہ بن کر جگمگائے۔ آپ کی مبارک زندگی
گوشہ میرے مقالے کا موضوع خاص ہے۔ حضرت محدث اعظم کچھوچھوی کی
ایک حسین و جمیل مرقع ہے، جس کی آب و تاب کے سامنے ہماری آنکھیں
جاتی ہیں۔ آپ بہت بڑے مفسر، عظیم محدث اور بے مثال مبلغ تھے۔ ارباب
چاہیے کہ آپ کی زندگی کے ان گوشوں کو عام کریں اور اس فرض سے
ش ہوں جو عرصے سے ان کی گردنوں پر ہے۔

محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی انتہائی مصروف اور متحرک تھی۔ آپ کو
ت اور خلوت نہایت کم ملی۔ باوجود اس کے آپ نے بارگاہ رسالت میں بہ شکل
ایسے گلہائے عشق و محبت پیش کیے ہیں، کہ جن کا جواب نہیں۔ زبان فارسی سے
تعلقی اور بے اعتنائی نے ہمارے علمی ادبی ذوق کو خاصا نقصان پہنچایا ہے۔ ہماری
ہ دستی ہماری محرومی کی وجہ بن جائے تو اور بات ہے مگر ہمارے لیے جناب سید
فارسی کلام سے استفادہ نہ کرنا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ لہٰذا میں ان کے فارسی

Marfat.com

کلام کے ضمن میں چند معروضات پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

صدر ذی وقار! حضور محدث اعظم کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ المتخلص بہ سید کا کلام سراسر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے۔ نعت کے ایک ایک لفظ سے بے تابی دل' سوز عشق' اضطراب جاں' احترام حضور صلی اللہ علیہ وسلم' عجز و نیاز' غلامی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم' اعتراف انعام خداوندی اور رحمت دو عالم کی عظمت جھلکتی ہے۔ آقائے انس و جاں کے رخ پرنور اور گیسوئے مشکبار کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

رخ تاباں **عجبے** گیسوئے پیچاں **عجبے**
صبح رخشاں **عجبے** شام غریباں **عجبے**

محاسن شعری کے حوالے سے بات کی جائے تو یہ شعر صنعت لف و نشر کو اپنے دامن میں یوں سمیٹے ہوئے ہے جیسے برگ گل اپنی خوشبو کو۔ "**عجبے**" کے لفظ نے شعر میں عجیب کیفیت پیدا کر دی ہے۔ حسن حضورؐ کے بیاں سے اظہار معذوری کمال درجے کی بلاغت ہے اور یہ امر ہے بھی مبنی بر حقیقت کہ **لایمکن الثنا کما کان حقہ**

جناب سید نے حضورؐ کی ذات کو مظہر ذات کبریا کہا ہے جو کہ احادیث مبارکہ ہی کی ایک احسن تشریح معلوم ہوتی ہے۔ اس پر آپ کے عاشقانہ اور عالمانہ انداز بیاں نے چار چاند لگا دیے ہیں۔ کہتے ہیں ؎

شکل انساں **عجبے** مظہر یزداں **عجبے**
بود پنہاں **عجبے**' دید نمایاں **عجبے**

محبوب رب العالمین کے حسن جانفزا کا ذکر کس نرالے انداز میں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہر صبح حضور کی شان میں قصیدے پڑھنے آتی ہے۔ اس سے **و رفعنا لک ذکرک** کا قرآنی اشارہ ملتا ہے۔ آپ کہنا چاہتے ہیں کہ حضورؐ کی مدح سرائی حدود زماں و مکاں اور قیود مرور ایام سے ماورا ہے۔ ؎

Marfat.com

ہر صبح آمدہ مداح ہے حسن ملیح
صدر خوباں **عجبے** شاہ حسیناں **عجبے**

اسی نعت میں حضور کی شفاعت کبریٰ کا مژدہ عاصیوں کو کچھ اس طرح سناتے ہیں ۔

عاصیاں را کرمش بہر شفاعت جوید
مہربانے **عجبے**، شافع عصیاں **عجبے**

واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم محتاجان کرم کو خود تلاش کرتا ہے ۔

یہ انتہا ہے ان کے کرم کی کہ حشر میں
ڈھونڈے گی عاصیوں کو شفاعت حضور کی

دیار حبیب کی عظمت، حسن نسبت اور بلندی قسمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

ہمہ گلزار تصدق بہ دیار محبوب
آں بیاباں **عجبے** خار مغیلاں **عجبے**

واقعی ایک سچے عاشق کو محبوب کے نگر کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس شعر میں بیابان عرب اور اس میں اگے ہوئے کیکر کے کانٹوں کو بھی جان سے عزیز سمجھتے ہیں ۔

ہر چیز پیاری ہے ہمیں شہر نبی کی
بہتر ہے گل تر سے کہیں خار مدینہ

جناب سید نے اپنے اشعار میں آیات قرآنی کی تشریح نرالے انداز میں کی ہے۔ غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی محبت خدا پر منتج ہوتی ہے۔ اس کے بغیر خدا کی محبت کے سب دعوے بے کار ہیں۔ لہٰذا آپ نے اس حقیقت کو یوں ظاہر کیا ہے ۔

ہمہ وابستہ آں زلف رسیدند بحق

Marfat.com

از عشق خدا سلسلہ جنبانے عجبے

اسیر زلف نبی ہی دراصل مقبول بارگاہ اور قید دنیا سے آزاد ہوتا ہے۔ خوا
شیراز اس مضمون کو یوں بیان کرتے ہیں ؂

خلاص حافظ ازاں زلف تابدار مباد
کہ بستگان کمند تورستگار انند

ایک اور فارسی نعت کے مطلع میں جناب سید رحمتہ اللہ علیہ نے سوز عش
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جولانیاں نہایت سائنٹیفک انداز میں بیان کی ہیں۔ شعر می
حسن ترتیب وارتقا عجیب انداز میں بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں ؂

یہ عشق مصطفیٰ در دل چو پیدا آہ سوزاں شد
بہ بالارفت دودش ابر شد بارید طوفاں شد

مطلب یہ ہے کہ حرارت عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحر دل س
بخارات اٹھائے۔ وہ بلند ہوئے' بادل بنے' برسنے لگے اور اس طرح ایک طوفان ا
آیا۔ جذبہ عشق کو ایک فطری ترتیب میں ڈھال کر شعر کی زبان دینا جناب سید رحم
اللہ علیہ کا ہی حصہ ہے۔ طوفان اشک کو حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ کچھ یوں بیا
کرتے ہیں ؂

بر کنار زمزم از دل بر کشم یک زمزمہ
و زد و چشم خونفشاں آں چشمہ را دریا کنم

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے حضرت سید رحمتہ اللہ علیہ کے کلام م
بلا کی روانی اور بے تابی ہے مگر الفاظ کی در و بست' حسن ترتیب اور لوازم شعری
ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ آپ کی نعت کا کوئی شعر ڈھیلا نہیں۔ مضمون کی بندی ا
ندرت خیال' ہر جگہ نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ آپ کی نعتوں میں ایک باادب اند
تغزل بھی جھلکتا ہے۔ حضور وجہ تخلیق کائنات ہیں اور آپ ہی کے دم قدم سے ب
عالم میں بہار ہے اور ہر چیز اپنے سفر ارتقا پر آپ کے فیضان کرم سے رواں دوا

Marfat.com

ہے۔ کہتے ہیں ؂

ہویدا شد ہلال از انعکاس ناخن پائش
بو سید آں کف پائے مبارک ماہ تاباں شد

اس شعر میں بھی جناب سید نے حسن ترتیب اور ارتقائی مراحل کو پیش نظر رکھا ہے۔ حضور کے ناخن پا سے پہلے دن کے چاند کو تشبیہ دینا کمال کی بات ہے اور پھر اس چاند کا آپ کی کف پاک کو چوم کر مکمل چودھویں کا چاند بن جانا فیض حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتا ہے۔ بقول شاعر ؂

یہ ذرہ جسے آج سبھی کہتے ہیں خورشید
خاک قدم سید مرسل سے اڑا ہے

مسند نشین عرش بریں صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان رب جلیل ہونے کی وجہ اس شعر میں کیا خوب بیان فرماتے ہیں ؂

بہ خوش آمد برائے جملہ عالم میزباں گشتہ
قدم بر عرش زد و لامکاں بر سید مہماں شد

خدائے لم یزل کو اس ہستی کی میزبانی کیوں مقصود نہ ہو کہ جس نے سارے عالم کی میزبانی کی۔ حضور نے تمام عالم کو اپنی روحانی دعوت سے فیض یاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سعی کو مشکور کیا اور آپ کو سر عرش بلا کر میزبانی کی۔ محدث اعظم کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر میں اعمال حسنہ کی ترغیب بھی ہے اور مقام رسالت مآب ؐ کی جھلک بھی۔

صدر گرامی! جناب سید رحمتہ اللہ علیہ کا کلام ایک جہان عشق و معرفت اور عالم سوز درود ہے۔ مجھے ان کا جو کلام دیکھنا نصیب ہوا، اس میں اس قدر وسعت ہے کہ یہ مضمون اس کا احاطہ نہیں کر سکا۔ ویسے بھی محافل میں طویل مضمون سامعین کے لیے بار خاطر ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی لکھ پایا ہوں، وہ آپ کی شفقت کا مرہون منت ہے۔ بہرحال ؂

Marfat.com

بحرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را
من از ذوق حضوری طول دارم داستانے را

اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت سید کا کلام نہایت عالمانہ' عاشقانہ' حکیمانہ' عارفانہ اور یگانہ ہے۔ میں اس سلسلہ لطیف کو فی الحال موخر کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

نظیری نیشاپوری نے شاید اسی موقعہ کے لیے کہا تھا ؎

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

والسلام

خاکپائے فقراء

پروفیسر سید فدا حسین بخاری

شعبہ اردو' گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور چھاؤنی

۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء جمعرات

Marfat.com

ایک ولولہ ایک تحریک

حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی

مرکزی جوائنٹ سیکرٹری جمعیت العلمائے پاکستان

قدرت کے مظاہر ہر بن و کو میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وجود باری تعالیٰ کے دلائل اس قدر کثرت سے ہیں کہ آج دلیل و برھان کی دنیا میں خدا کا انکار ممکن نہیں۔ سائنس کی روز افزوں ترقی دلائل باری کی زبردست معاون ہے۔ رسوخ فی العلم رکھنے والے اہل حق تو پہلے ہی بندگی سے خدا کی دلیل بیان کرتے تھے مگر آج وجود حق کے لیے زیادہ تردد کی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ کے تمام انبیاء' اولیاء اللہ کی آیات ہیں۔ انبیاء کے معجزات' اولیاء کی کرامات کا ایک ایک جز اللہ کے وجود کی دلیل ہے۔ انہی دلائل الٰہی میں ایک دلیل الٰہی حضرت رئیس المتکلمین نجبتہ حجہ المفسرین' عاشق رسول مجاہد تحریک آزادی موسس پاکستان حضرت علامہ سید محمد کچھوچھوی المعروف محدث اعظم ھند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود باجود بھی ہے۔

وہ برصغیر پاک و ہند کے سب سے فصیح و بلیغ خطیب' آتش بیاں اور نغز گو شاعر' مجاہد تحریک آزادی دو قومی نظریہ کے موثر مبلغ تھے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادگان شیخ الاسلام مولانا سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی' حضرت مولانا ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی ان کے افکار اور تقویٰ کی خوشبو بانٹتے پھر رہے ہیں۔ عالم اسلام ہی نہیں' پورے یورپ' افریقہ اور جنوبی امریکہ میں محدث اعظم ھند کے شہزادگان اپنے عظیم والد کی آتش عشق کی حرارت سے جمود و تعطل کی برف پگھلا رہے ہیں۔ مجھے حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی اور مولانا ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی سے دورہ

Marfat.com

یورپ کے دوران شرف نیاز حاصل ہوا مگر میں صاف عرض کرتا ہوں کہ دونوں صاجزادے تقویٰ و طہارت کی نمائندہ شخصیات ہیں۔

میں نے حضرت محدث صاحب قدس سرہ کی زیارت کا شرف تو حاصل نہیں کیا مگر ان کے لخت جگر سے مل کر "الولد سر لابیہ" کے مطابق محدث صاحب کی شخصیت کا اندازہ تو ہو جاتا ہے مگر مجھے اس سے قبل حضرت محدث صاحب کا تعارف برصغیر کے علمی قائد نائب ابوحنیفہ حضرت سید المفسرین تاج المحدثین علامہ سید ابوالبرکات قادری اشرفی قدس سرہ اور میرے اپنے استاذ گرامی قدر فقیہہ اعظم پاکستان محدث افخم حضرت استاذ العلماء علامہ مفتی محمد نور اللہ نعیمی اشرفی قدس سرہ کی بابرکت محافل میں حاصل ہوا۔

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے بھی بارہا محدث اعظم ہند قدس سرہ کا ذکر سننے کا شرف حاصل ہوا۔ یوں میں انہیں ایک عظیم المرتبت عالم دین' فصیح و بلیغ خطیب اعظم کے ساتھ برصغیر کی تاریخ سیاست کا ایک عظیم شناور سمجھتا ہوں۔ اسی لیے مجھے تقسیم برصغیر کی تاریخ کا ہر ورق محدث صاحب کے افکار کے بکھرے موتیوں سے فروغ دیدہ بانٹتا نظر آتا ہے۔

محدث صاحب عشق مجسم سوز و ساز کا پیکر' ذوق و مستی کا قلزم' وجدان و کیف کا مواج سمندر تھے۔ انہوں نے اپنے پیکر خاکی میں عشق کا نور سما رکھا تھا۔ انہوں نے زبان و بیان کی گلکاریوں سے حسین جبین خطابت کو سجایا۔ انہوں نے تقویٰ طہارت کے فیض سے کتاب ولایت کو مرصع کیا۔ انہوں نے جہد مسلسل سے غلبہ نظام مصطفیٰ کی جوت جگائی۔ عشق مدینہ سے ہر سینہ کو جگمگایا۔ فتویٰ و تقویٰ کو مرج البحرین بنایا۔ عمل صالح کو لولوء و مرجان سے سجایا۔ محدث صاحب برھان حق نعرہ توحید' صدائے رسالت' صولت حیدری' حقانیت حسین اور صالحیت حسن کا پیکر تھے۔ علماء ان کے حضور سراپا ادب ہوتے۔ فقراء کو فیوض باطنی سے سرفراز فرماتے۔ حکمت و دانش ان کا فیض مسلسل تھے۔ وہ برصغیر کی سیاست میں نوائے فاروقی تھے۔ وہ قومی سوچ سے

Marfat.com

آراستہ ملی رہنما تھے۔ انہوں نے سرمایہ کے مقابلہ میں فقر کو بالا کیا۔ کاخ و کو کی بجائے درویش کا ڈیرہ آراستہ کیا۔ لذت کام و دہن پر پرورش روح کو ترجیح دی۔ ہوس کے لات و منات کو عشق کی ضرب لا الہ سے پیوند خاک کیا۔

انہوں نے بہار ہو کہ خزاں' سب میں میراحم امم کی ضرب لا الہ کو اپنا شعار بنایا۔ انہوں نے ہندو کے سرمایہ' انگریز کی حکومت اور جاگیردار کی سازش سے نبرد آزما ہو کر فقر کا پرچم بلند کیا۔ حضرت محدث اعظم نے اپنے مقدس خاندان سے کیف سرمدی اور جمال و خوبی ورثہ میں پایا تھا۔ میں محدث صاحب کے تمام اوصاف تو بیان نہیں کر سکتا مگر چند اچھوتے حقائق سپرد قلم کرنا چاہوں گا۔

۱۸۹۷ء

یہ سال ہندوستان میں سنی تاریخ کا اہم سال ہے۔ اس میں پٹنہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس وقت کانگریس ہی کانگریس ایک سیاسی جماعت کے طور پر ہندوستان میں پرچم کشا تھی۔ اسی کا سیاسی نعرہ گو نجتا تھا۔ اسی کا گجر بجتا تھا' وہی ناموس ہندوستان تھی۔ مسلم لیگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھی کہ مسلم لیگ تو ۱۹۰۶ء میں تشکیل پائی۔ ۱۸۹۷ء میں انگریز کی حکومت کا سورج نصف النہار پر تھا۔ اس کی تمام توانائیاں مذہب سے سیاست کو پاک کرنے پر صرف ہو رہی تھیں۔ ہندو کی حکمت عملی بھی لادین سیاست کا فروغ تھا۔ اس وقت ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے اثرات پوری طرح موجود تھے۔ ۱۸۶۸ء میں دارالعلوم دیوبند کو تشکیل پائے ۲۹ سال ہوگئے تھے۔ ابھی تک یہ بچہ پوری طرح ہوش ربا اور فتنہ زماں نہیں بنا تھا مگراس کے بانی کایاں لوگ تھے۔ وہ ہندو اکثریت اور برطانوی اقتدار کے لیے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت حکیم اجمل خان' مولانا محمد علی جوہر بھی سنی ہونے کے باوجود سیاست میں بال و پر نکال رہے تھے مگر متحدہ قومیت ان کے فکر و نظر کی انتہا تھی۔

ان کی سیاست بھی "فرقہ واریت" سے پاک تھی۔ اس وقت "فرقہ واریت"

Marfat.com

ہندو مسلم فساد کو کہا جاتا تھا۔ یہ حضرات بھی ہندو سے تصادم نہیں چاہتے تھے بلکہ معاذ اللہ "بھائی" کی صدا ہندو کے لیے بلند فرماتے تھے۔ اس وقت ہندوستان میں لٹے ہوئے قافلے کے جو لوگ باقی تھے، ان میں مارہرہ، کچھوچھہ، بریلی، بدایوں، رام پور اور پنجاب کشمیر اور دیگر صوبوں میں روحانی آستانوں کے چراغ ٹمٹما رہے تھے۔ حریت کی خوبو انہی آستانوں میں تھی۔ حریت کی چنگاری عروس آزادی کو حلہ شادی پہنانے کے لیے جن وسائل کی ضرورت تھی، ان سے یہ آستانے بظاہر محروم تھے۔ دیوبند علی گڑھ اور ندوہ اسی دور غلامی میں نشوونما پا رہے تھے مگر روحانیت کے مراکز ادبار اور زوال کا شکار تھے۔ کیونکہ یہ فقیر مصلحت بیں کی بجائے مرد فقیر اولیٰ تھے۔ ان کی مستی میں ان کے منہ سے سچی بات نکل جاتی تھی۔ یہ زہر ہلاہل کو قند نہیں کہہ سکتے تھے۔ اسی لیے ان آستانوں کے بلا نوش سامراج کی ہر سازش سے پنجہ آزما تھا۔ بالخصوص کچھوچھہ شریف کے میر میخانہ حضرت میر مستاں سید محمد علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ اور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم سرکار تاجدار بریلی امام شاہ احمد رضا محدث بریلوی دو ایسے شہبازان آزادی تھے، جو حالات کی ناہمواری کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ جو وسائل کی بجائے وسیلہ مدینہ پر یقین رکھتے تھے۔ محدث کچھوچھوی کی عمر شریف ابھی سات سال تھی۔ کیونکہ تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۳۱۱ھ اور ۱۸۹۰ء کو اس خاکدان ہستی میں تشریف لائے تھے۔

آپ کا خاندان اس وقت بریلی کا دست و بازو، سایہ رحمت اور معاون و مددگار تھا۔ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ اس طرح وہ اعلیٰ حضرت بریلوی سے ۱۲ سال عمر میں بڑے تھے مگر حضرت اشرفی میاں ۱۹۳۶ء میں واصل باللہ ہوئے۔ اس طرح ۱۳ سال بعد وصال فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا وصال ۱۹۲۱ء۔ یوں میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سرکار اعلیٰ حضرت علم تقویٰ، فتویٰ، طہارت کے تاجدار تھے۔ حضرت اشرفی میاں اس وقت سلسلہ چشتیہ اشرفیہ قادریہ فیضان کے عظیم قاسم تھے۔ ان دونوں میں گل و بلبل، چاند اور نور عشق اور سوز کا تعلق تھا۔

Marfat.com

۱۸۵۷ء میں دونوں بزرگوں کے اندر حریت کی چنگاری آتش فشاں بن رہی تھی۔ دونوں غلامی کی زنجیروں کو توڑ رہے تھے۔ دونوں آتش غلامی کو بھسم کر رہے تھے۔ دونوں ہوس پر عشق کی ضربات پیہم لگا رہے تھے۔ دونوں باطل کے خلاف نبرد آزما تھے۔ اس لیے اس سال یعنی ۱۸۹۷ء میں دونوں کی مساعی اور دیگر آستانوں کی دستگیری سے ہندو کی اکثریت کو للکارا گیا۔ انگریز کے اقتدار پر ضرب رسید کی گئی کہ پٹنہ سنی کانفرنس نے دو قومی نظریہ پیش کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کانفرنس کی صدارت کی۔ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں مارہرہ شریف کے اکابرین بریلی کا علم' مراد آباد کا ولولہ اور رام پور کی عشق مستی اس کانفرنس میں شامل تھیں۔ حضرت محدث صاحب ان دنوں صرف سات سال کے تھے۔ شعور بیدار ہو رہا تھا مگر اس نعرۂ ستاخیز کی صدا محدث صاحب کے ذہن پر نقش ہو گئی۔ یوں محدث صاحب خیر آبادی ولولہ لے کر پروان چڑھے۔ محدث صاحب کا بچپن حریت زا اور عشق آسا بن کر نشو و نما کی راہ پر گامزن ہوا۔

کتاب زندگی

جیسا کہ عرض کیا حضرت محدث صاحب کی پیدائش ۱۸۹۰ء ہے۔ تقریباً یہی سن پیدائش حضرت مفتی اعظم پاکستان امام الفقہاء' سیدنا علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی قدس سرہ کا ہے۔ حضرت محدث صاحب کے والد ماجد پیر سید نذر اشرف اور علامہ ابوالبرکات کے والد ماجد علامہ سید دیدار علی محدث الوری خانوادہ رسول کے چشم و چراغ ہونے کے ساتھ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ کی زلف طریقت سے وابستہ تھے۔ حضرت سید دیدار علی اعلیٰ حضرت سرکار محدث بریلوی کے بھی خلیفہ تھے۔ یوں دونوں گھرانوں میں سوز و شوق کے ساتھ علم کے بھی مواج سمندر رواں تھے اور یہ حضور غوث الثقلین' کریم الطرفین' محبوب سبحانی' قطب ربانی' سرتاپا نورانی' سید محی الدین' شیخ سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے کہ آپ کے دامن سے وابستہ ہونے والا کوئی شخص بھی علم کی دولت سے محروم نہیں رہتا کہ

Marfat.com

مولیٰ کائنات مشکل کشا سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا فیضان ہے کہ آپ قاسم علم مصطفیٰ ہیں اس کا بھرپور اظہار سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کے اولیاء میں ہوتا ہے۔ اس اسلوب قدرت کے مطابق حضرت علامہ سید نذر اشرف فاضل کچھوچھوی قدس سرہ اور حضرت علامہ سید دیدار علی محدث الوری کے صاحبزادے علم و فضل کے ماہتاب بن کر چمکے۔ حضرت محدث نے "آمدنامہ" "مصدر فیوض" "دستور الصبیان" "بہار عجم" "گلستان" "بوستان" وغیرہ تو اپنے فاضل والدگرامی حضرت سید نذر اشرف سے پڑھیں۔

ماں کی آغوش پہلا دبستان ہوتا ہے۔ آپ کی والدہ تاجدار عاشقاں حضرت سید محمد علی حسین اشرفی میاں کی حقیقی بیٹی تھیں۔ یوں یہ پاکباز خاتون اپنے وقت کی صالحہ خاتون فاطمہ زادی سیدہ تھیں۔ انہوں نے پانچ سال کی عمر تک اپنے بیٹے کو قرآن پاک پڑھا دیا۔ والدین کی تربیت کے بعد اس تشنہ علم باب مدینۃ العلم کے لخت جگر نے محترم المقام علامہ ڈاکٹر سید مظاہر اشرف کی تحقیق کے مطابق برصغیر کے اکابر علم و تقویٰ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ علم کے جن شموس و اقمار سے ضوء علم سے باطن کو درخشاں کیا' ان میں برصغیر کے عظیم المرتبت عالم دین حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی' امت محمدیہ کے عظیم المرتبت علمی قائد حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی' حضرت علامہ مطیع الرسول قادری بدایونی جیسے اکابر علم و تقویٰ شامل ہیں مگر حضرت محدث اعظم ہند نے علم فتویٰ میں غواصی کے لیے برصغیر کے سب سے بڑے مجتہد مفتی قائم مقام امام ابو حنیفہ اپنے وقت کے ملا علی قاری محمد بن حسن شیبانی سے اکتساب فیض کیا۔

وہ عظیم و جلیل فقیہ مزاج شناس مصطفیٰ مجتہد اعظم ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مولانا امام شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی رہنمائی حاصل کی۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اپنے وقت کے وہ عالم دین تھے' جو ناسخ و منسوخ کے علم سے پوری طرح واقف تھے۔ علم استخراج پر پورا

Marfat.com

...راک رکھتے تھے۔ علم صرف و نحو' بلاغت اور بدیع آیات کے اسباب نزول' آیات ...لی محکم و متشابہ حیثیت پر ان کا علم پختہ تھا۔

حدیث کی اقسام سند کے راویوں کے جملہ احوال باعتبار قوت و ضعف حافظہ ...جوید و قرات کی تمام باریکیوں' متواتر مشہور مستفیض اور غریب کی اقسام حدیث ...روں مذاہب اہل سنت کی کلیات و جزئیات' متعارض احادیث و آیات کی تطبیق کے ...ن وغیرہ پر برصغیر میں سب سے زیادہ اپنے وقت میں اعلیٰ حضرت ہی آگاہ تھے۔ اعلیٰ ...حضرت بریلوی امام ابو جعفر طحاوی کی طرح مجتہد فی المسائل کی شان رکھنے والے فقیہ ...ور مجتہد تھے۔ وہ اپنی ان تمام شیون کو اپنے جملہ تلامذہ کے ذہن میں اتارتے تھے۔ ...صحاب ترجیح' اصحاب تخریج' ممیزین کے جملہ اوصاف و علوم اعلیٰ حضرت اپنے تلامذہ ...ں تقسیم فرماتے تھے۔ یہی ایک مجتہد کی شرائط ہیں۔ مجتہد کے بعد کا درجہ مفتی کا ...ہے۔ آج کل تو سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ مفتی ایک ناقل ہے کہ اپنی رائے کا اظہار ...کیے بغیر اپنے امام کے مذہب پر امہات کتب سے بلا کم و کاست استفتا کے جواب میں ...نقل کر دے مگر اب ہر ایک کو جنون پیدا ہوگیا ہے کہ اجتہاد کا دروازہ توڑ دے' ...کھڑکیاں پھوڑ دے مگر اکثر جاہل ہیں جو اجتہاد تو برطرف ایک ناقل کی صلاحیت سے ...بھی عاری ہیں۔ مگر قربان جائیے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت سرکار بریلی نے جملہ ...وصاف اجتہاد کی تعلیم حضرت محدث کو عطا فرمائی۔

حضرت محدث نے اعلیٰ حضرت کے علاوہ حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے ...علمی فیضان حاصل کیا ہے۔ یہ بزرگ برصغیر کے ان اکابر علم میں' جن کے شاگردوں ...میں مولانا احمد حسن کانپوری اور حضرت پیر سید مہر علی گولڑوی بھی ہیں۔ مولانا علی ...گڑھی کے استاذ ہیں۔ مولانا عنایت احمد کاکوروی ان کے استاذ مولانا بزرگ علی ان ...کے استاذ ہیں۔ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی ان کے استاذ ہیں۔ محدث اعظم ہند سیدنا شاہ ...عبدالعزیز محدث دہلوی یوں حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی پانچویں پشت میں ...حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگرد ہیں۔ فتویٰ میں محدث صاحب صرف دوسری

Marfat.com

پشت میں علماء حرمین طیبین کے شاگرد ہیں کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کو فقہ میں مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے فقہاء نے سندات عطا فرمائیں، جنھیں "الاجازات المتینہ" میں دیکھا جا سکتا ہے۔ محدث صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دو استاذ باقاعدہ تحریک آزادی اور انگریز دشمنی میں شہسوار ہیں مفتی مولانا لطف اللہ علی گڑھی کہ ان کے استاذ گرامی مولانا عنایت احمد کاکوروی نے باقاعدہ انگریز کے خلاف فتویٰ دیا اور قائد تحریک آزادی امام فضل حق خیر آبادی کی طرح جزائر انڈیمان میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جب مولانا عنایت احمد کاکوروی رہا ہوئے تو محدث صاحب کے استاذ محترم مولانا علی گڑھی نے اپنے استاذ کی رہائی پر قطعہ تاریخ کہا:

چوں بفضل خالق ارض و سما
اوستادم شد ز قید غم رہا
بہر تاریخ خلاص آنجناب
بر نوشتم ان استاذی نجا

۱۲۷۷

حضرت محدث اعظم کے ایک استاذ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی بھی ہیں۔ یہ بزرگ مولانا احمد علی سہارنپوری کے حدیث میں شاگرد ہیں اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے ہم سبق اور ہم عصر ہیں۔ انہوں نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی سے سندہ خلافت حاصل کی ہے۔ یوں محدث صاحب کے اساتذہ میں جلیل القدر اکابر علم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محدث صاحب جب بریلی شریف سے سند افتاء رفت لے کر نکلے تو ان کا علمی شہرہ چند دنوں میں پورے ہندوستان میں پھیل گیا۔ اگر حضرت والا قدر صاحبزادہ سید ڈاکٹر مظاہر اشرف مدظلہ محدث صاحب کے فتاویٰ کو جمع کرنے کا اہتمام فرمائیں اور ان کے فتاویٰ کی علمی تنقید کا اہتمام کریں تو یقیناً محدث صاحب کے فتاویٰ اسی معیار پر پورے اتریں گے جن کا میں نے سطور بالا میں ذکر کیا ہے۔ محدث صاحب بھی اپنے استاذ گرامی قدر اعلیٰ حضرت کے فیض سے یقیناً اصحاب

Marfat.com

ترجیح و تمیز میں شامل ہوں گے بلکہ اپنے آقائے علمی کے فیض سے اجتہاد فی المسائل پر پورے اتریں گے۔ مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم غیراہم امور کو اہمیت دیتے ہیں اور اہم امور سے اعراض کرتے ہیں۔ اگر صرف علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی اس سمت توجہ فرمالیں تو ملت کا عظیم سرمایہ قوم کے سامنے آسکتا ہے۔ حضرت محدث صاحب نے بدایون شریف کے عظیم عالم دین حضرت علامہ مطیع الرسول قادری رضی اللہ عنہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ یہ بدایون کے ان سربرآوردہ علماء میں شامل تھے' جن کے علم پر پورے ہندوستان میں ناز کیا جاتا تھا۔ یوں محدث صاحب نے علم و تقویٰ میں بلند مقام پر فائز ہوکر اسلام کو ایک انقلابی صورت میں پیش کیا۔ وہ ۱۸۹۷ء والی پٹنہ سنی کانفرنس کا جذبہ جو آغاز شعور میں ان کے سینہ پر نقش ہوگیا تھا' اسی کا جلوہ محدث صاحب کی تابندہ زندگی ضوفگن ہوا۔

بیعت و ارشاد

حضرت محدث اعظم کے علمی مقام سے آشنائی کے بعد علم باطن سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ حضرت محدث اعظم نے ۲۲ سال کی عمر شریف میں گویا ۱۹۱۲ء میں اپنے حقیقی ماموں حضرت سید شاہ احمد اشرف الاشرفی الجیلانی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ۱۴ سلاسل میں اجازت بیعت حاصل کی۔ دعائے سیفی کی اجازت بھی ملی۔ حضرت محدث اعظم نے سلسلہ عالیہ قادریہ اشرفیہ کی خدمت کی تمام عمر غوث الثقلین کے نقش کف پا کی اطاعت فرمائی اور لاکھوں انسان آپ کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ میں نے دورہ یورپ کے دوران آپ کے صاحبزادگان حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی اور علامہ سید ہاشمی میاں کے طرز طریقت سے اندازہ کیا ہے کہ حضرت اشرفی الجیلانی محدث اعظم نے کسی شخص کو بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت نہیں فرمایا ہوگا۔ یورپ میں میری ملاقات ایک اور صاحبزادہ صاحب سے بھی ہوئی جو حضرت محدث صاحب کے پوتے اور آپ کے بڑے صاحبزادے محامد اشرف عرف پیارے میاں کے صاحبزادے ہیں۔ غالباً ان کو جیلانی میاں کہا جاتا ہے۔ وہ بھی ذکر فکر والے

Marfat.com

نواجون ہیں مگر چشتیت' نقشبندیت کا رنگ ان میں بھی نہیں تھا۔ وہ بھی قادری سلسلہ چلا رہے ہیں۔ اس سے میرے خیال کو تقویت ملی ہے کہ چونکہ قادری سلسلہ کو افضلیت حاصل ہے' اس لیے یہ گھرانہ قادری اشرفی سلسلہ کو فروغ دیتا ہے۔

تاجدار عاشقاں امام بریلوی نے فرمایا ہے:

صحابیت ہوتی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یاغوث

علمی مقام

گزشتہ سطور میں میں نے حضرت محدث صاحب کے فتوی اور مفتی کی حیثیت پر اجمالی تذکرہ کیا ہے۔ اس وقت حضرت محدث صاحب کے مجموعی علمی مقام پر کچھ عرض کروں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محدث صاحب کے زمانے میں برصغیر علماء راسخین سے بھرا پڑا تھا۔ ہماری جماعت کے اکابرین علم کی بڑی تعداد موجود تھی۔ ان میں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری' حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان بریلوی' صدر الشریعتہ مولانا محمد امجد علی اعظمی' امام المتکلمین حضرت مولانا معین الدین اجمیری' صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین اشرفی مراد آبادی' حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ' حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی' تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی اشرفی' حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی' محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رضوی' حافظ الملت مولانا حافظ عبدالعزیز مبارک پوری' غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی' شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان لکھنوی صدر العلماء مولانا ظفر الدین بہاری' محقق اعظم علامہ سید سلمان اشرف' بہاری فقیہ المعظم پاکستان مولانا محمد نور اللہ نعیمی اشرفی' مولانا برہان الدین جبل پوری جیسے حضرات موجود تھے۔ ان سب میں محدث صاحب ایک بالامقام کے عالم دین شمار ہوتے تھے۔ یہ تمام علماء ان کو محدث اعظم ہند کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کے علمی مقام کی یہی بڑی گواہی ہے کہ ان کے مسلم الثبوت عالم دین ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ لاہور کے

Marfat.com

بیسوں لوگ آج بھی زندہ ہیں جو حزب الاحناف کے سالانہ جلسوں میں حضرت محدث صاحب کی علمی توقیر کو ملاحظہ کرتے تھے۔

اس کے علاوہ آپ کے علم و فضل کی شہادت آپ کی وہ چند تقاریر بھی ہیں جن کو ضبط کر لیا گیا ہے۔ آج سے بیس سال قبل علماء کو پرکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ جب کوئی عالم تقریر سے قبل عربی خطبہ پڑھتا تھا' اہل علم اسی خطبہ سے خطیب کے مبلغ علم سے آگاہ ہو جاتے تھے۔ محدث صاحب کی تقاریر سے قبل جو خطبے درج کیے گئے ہیں' ان پر غور فرمائیں تو محدث صاحب کے تبحر علمی کا خودبخود اندازہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً حضرت کا بنارس سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء میں ارشاد فرمودہ خطبہ ہی ملاحظہ فرمائیں ارشاد ہے:

الحمد للہ الہ العوالم رب العالمین

عموماً تو علماء صرف "**الحمد للہ رب العالمین**" الفاظ ہی پڑھتے ہیں مگر محدث صاحب نے **الہ العوالم** کے اضافہ سے رب العلمین کی وسعت لفظی اور معنوی کو کس سلیقہ سے بیان کیا ہے۔ یہ ایک عالم ربانی ہی کے تبحر علمی کا شہکار ہے۔ پھر ارشاد ہے:

الرحمن علی عبادہ الرحیم خالق السموت والارضین۔ علماء نے الرحمن اور الرحیم کے معانی پر کافی بحث فرمائی ہے۔ چنانچہ علامہ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ کی پانچ صفات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے آغاز میں الحمدللہ میں اللہ کا ذاتی اسم جلال اللہ ہے۔ پھر صفاتی نام مبارک (۱) رب العلمین (۲) الرحمٰن (۳) الرحیم (۴) مالک یوم الدین۔ یوں ایک ذاتی اور ۴ صفاتی اسمائے الٰہی پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ اس بحث میں مفسرین نے اللہ کی صفت الرحمٰن کو دنیا میں ہر ایک ماننے یا نہ ماننے والے کے لیے نعمتیں دینے والا بتایا ہے۔ مگر الرحیم صفت صرف قیامت میں مومنین کے لیے خصوصی رحمتوں کی عطاء خاص ہے۔ حضرت محدث صاحب کی نظر مبارک مفسرین کی ان تمام بحثوں پر تھی' اس لیے اپنے اس تبحر علمی

Marfat.com

کو خطبہ میں بیان فرما دیا۔ محدث صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے الرحیم کے فوراً بعد خطبہ میں فرمایا **علی کافہ المومنین** یعنی مفسرین کی تمام تفاسیر کو اس جملہ میں بیان فرما دیا۔ خطبہ میں صراط مستقیم کی وضاحت کے لیے محدث صاحب نے کیا بلیغ انداز اختیار فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ **طریق اهل السنه و الجماعته و الحق والیقین** دیکھئے خطبہ میں کیا قافیہ بندی ہے۔ کیا موزوں طبیعت ہے' کیا علم و فضل کی پرکھا ہے۔ یعنی **رب العالمین' کافته المومنین' خالق السموت والارضین و الحق الیقین** یہی کافیہ بندی پورے خطبہ میں ہے۔ **صراط الذین** فرمان خداوندی نقل کرنے کے بعد **من النبیین و الصدیقین والصالحین'** کے قافیہ جات زینت خطبہ یا اس **غیر المغضوب علیهم والضالین** فرمان رب العالمین کے بعد **من الیهود و المشرکین الضلال و المرتدین' اٰمین اٰمین' یا غیاث المغیثین**

یوں سمجھئے کہ پورا خطبہ حضرت محدث کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس خطبہ میں حضور سرکار دو عالم رحمتہ عالم سے عقیدت کا والہانہ اظہار ہے۔ صلوۃ و سلام پیش کرنے کے بعد حضور کے مبارک صفحات بشیر و نذیراً' سراجاً' منیراً' حبل اللہ' عروۃ الوثقیٰ' نعمتہ الکبریٰ ایسے القابات کو بڑی خوبصورتی سے جمع فرمایا ہے۔ حضرت محدث جس طرح اردو میں فصاحت و بلاغت کے پیکر ہیں' اسی طرح عربی میں بھی مواج سمندر ہیں۔ آپ کی تمام تقاریر کے اگر خطبے ہی جمع کر دیے جائیں تو عربی ادب میں بہت بڑا اضافہ ہو جائے۔ ہمارے زمانہ میں پاکستان کے ایک بہت بڑے عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالفضل مولانا غلام علی اوکاڑوی اشرفی مدظلہ' بلاشبہ ایک مستند ترین علمی شخصیت ہیں۔ علماء کا ایک بڑا طبقہ ان سے شرف تلمذ رکھتا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں:

کہ آپ نہ صرف تقریر و تحریر میں اپنے دور میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنے وقت کے مناظر اعظم بھی تھے۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت محدث اعظم ہند اپنے خطاب میں اکثر سورۂ اقراء کی تفسیر مع احادیث متعلقہ اس طرح بیان فرماتے تھے جس

Marfat.com

سے آپ کا تفسیر اور حدیث میں تبحر نمایاں طور پر معلوم ہوتا تھا۔ (ماہنامہ "آستانہ" کراچی، جنوری ۹۵، ص ۳۰)

حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی مدظلہ، حضرت شمس العرفا مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات قادری اشرفی کے مرید اور پوتے شاگرد ہیں کہ مولانا اوکاڑوی اشرفی کے استاذ مولانا عبدالجلیل ہیں۔ وہ حضور سید صاحب کے شاگرد تھے۔ مگر محدث صاحب کی بارگاہ میں خود قبلہ سید صاحب کا کیا عالم تھا، یہ بھی مولانا عبدالقیوم ہزاروی بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء میں وہ حضور سید صاحب کی خدمت میں پڑھتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے وقت کے اکابر علم مشائخ اور علماء حضرت قبلہ سید صاحب کے قدم چومنے کو دوڑتے تھے۔ آپ کی بارگاہ علمی میں دو زانو بیٹھنا فخر جانتے تھے۔ مگر جب محدث صاحب تشریف لاتے تھے تو خود قبلہ سید صاحب ہاتھ باندھ کر ان کے روبرو کھڑے رہتے تھے۔ (ماہنامہ "آستانہ" کراچی، جنوری ۹۵، ص ۳۱) ان امور سے حضرت محدث صاحب کا علمی مقام متعین کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

قومی رہنما

حضرت محدث اعظم کے زمانہ میں برصغیر میں فتنوں کی پیدائش بکثرت ہوئی۔ بڑے بڑے فتنے ہندوؤں کی طرف مسلمانوں کو مرتد کرنے کی "تحریک شدھی" گائے کی قربانی پر ہندوؤں کا جھگڑا اور کانگرسی علماء کی طرف سے ہندوؤں کے موقف کی حمایت، تحریک خلافت، تحریک ہجرت، قادیانی فتنہ، ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ نمایاں تھے۔ علماء اہل سنت نے ان کا مقابلہ کیا۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ پنجاب سے محدث اعظم لکھنؤ، فیض آباد، یوپی اور سی پی کے صوبجات میں ہندوؤں کے خلاف خدائی برھان بن کر ابھرے۔ محدث اعظم نے سوا رمضان المبارک عمر بھر اپنے گھر بہت کم وقت گزارا۔ صبح و شام سفر، ڈاک کا جواب بھی، ٹرین میں تحریر فرماتے اور ان قومی فتنوں کی سرکوبی آپ کا مشن رہا۔ حضرت محدث اعظم کے ایک نیازمند ہیں۔ مولانا محمد محبوب احمد اشرفی کانپور سے ان کا ایک مضمون "ایشیا کا مفکر اعظم" شائع ہوا ہے۔ وہ

Marfat.com

حضرت محدث اعظم کے ہمسفر ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ محدث اعظم کچھوچھوی کو مجمع کی قلت و کثرت کی کوئی پروا نہ تھی۔ جہاں بھی انہیں خطاب کرنا ہوتا، مجمع چاہے کیسا یا کتنا ہو، وہ دل کھول کر خطاب فرماتے۔

چنانچہ ایک واقعہ دیناج پور بنگال کا واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں مولانا محمد محبوب احمد کے سوا مولانا محمد طارق اللہ میرٹھی اور مولانا مظفر حسین کچھوچھوی سمیت صرف سات آدمی تھے مگر محدث صاحب نے بڑے کروفر سے تقریر فرمائی۔ ذرہ بھر قلت اجتماع کا اثر ان کے ذہن مبارک پر نہ پڑا۔ یہ سوچ ایک قومی رہنما ہی کی ہو سکتی ہے۔ کسی ابلہ مسجد یا اسیر گنبد کی نہیں ہو سکتی۔ اسی مضون میں صاحب مضمون نے بیان کیا ہے کہ حضرت کے دست حق پرست پر پانچ ہزار غیر مسلموں نے کلمہ توحید کی لذت حاصل کی۔ صاحب مضمون نے بیان فرمایا ہے کہ مرصہ گنور ضلع بدایوں میں صاحب مضمون مولانا محبوب احمد کو ایک جلسہ میں وہابیوں کے ساتھ جانا پڑ گیا۔ مولانا محمود احمد صاحب نے دو دن تک کھانا ان کے ساتھ نہیں کھایا کہ گستاخ مصطفیٰ روسیاہوں کے ساتھ مل کر کھانے سے منع فرمایا گیا۔ جب انہوں نے یہ واقعہ حضرت محدث اعظم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

مولانا ایسے موقع پر کبھی علیحدہ کھانے کی کوشش نہ کیجئے۔ بلکہ اپنی جان کی حفاظت کی خاطر ان لوگوں کے ساتھ ہی کھائیے گا۔

حضرت نے بیان کے آخر ص ۷۹ میں فرمایا کہ اکیلے کھانے سے نجدی لوگ کھانے میں زہر ملا دیتے ہیں۔ یعنی محدث صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بوقت ضرورت شرعی طور پر دیوبندی وہابی لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اور کھانے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ ساتھ ہی "کھائیے گا" کی تاکید فرمائی ہے گویا دینی مصلحت میں ایسے عمل کو اہل سنت کی خلاف اقدام کہنا محدث صاحب کی نظر میں شرعی نہیں ہے۔

پاکستان بن جانے کے فوراً بعد حضرت صدر الافاضل مراد آبادی حضرت محدث اعظم اور مولانا محمد عمر نعیمی اشرفی پاکستان تشریف لائے اور علامہ سید ابوالحسنات محمد

Marfat.com

احمد قادری اشرفی علامہ سید احمد سعید کاظمی کو جمعیت علماء پاکستان تشکیل دینے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۸ء کو ملتان میں جمعیت علماء پاکستان قائم ہوگئی۔ یوں میری نظر میں جمعیت علمائے پاکستان حضرت محدث اعظم کا تبرک ہے۔

اس لیے پاکستان میں آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف کے ترجمان اور علمبردار حضرت مخدوم ابن مخدوم علامہ ڈاکٹر سید مظاہر اشرف کو جمعیت علمائے پاکستان کو سرپرستی سے مشرف فرمانا چاہیے۔ حضرت محدث اعظم کی قومی سوچ کا اندازہ کرنے کے لیے ہر انسان کو آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ کے ارشاد فرمودہ خطبہ صدارت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ آپ نے جملہ سیاسی امراض کی نشان دہی کی۔ سنی سیاست کو واپس لانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ مغل بادشاہوں کا تذکرہ سنی کی حیثیت سے فرمایا ہے۔ ہندو کی عددی اکثریت کا سیاسی تجزیہ فرمایا ہے۔ حضرت محدث اعظم نے ۱۸۹۷ء کی پٹنہ سنی کانفرنس کے بعد ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶ مارچ ۱۹۲۵ء کو مراد آباد میں منعقد ہونے والی سنی کانفرنس میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قدس سرہ کے خطبہ صدارت پر علمی اور ادبی تبصرہ کیا ہے۔ حضرت محدث اعظم نے امت کے امراض کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:

کس قدر ہوش ربا واقعہ ہے کہ ہندوستان سنی مسلمانوں کا ملک تھا۔ سینوں نے ہزاروں برس اس ملک پر حکمرانی کی اور تہذیب کی بنیاد رکھی۔ لیکن ان کا وجود راوی کی نظر میں ہے کہ دنیا کی نگاہ میں ہم جہانگیر و عالمگیر کے وارث کچھ نہ رہے۔ برطانوی پالیسی کی پیداوار تین تن نفری ٹولیاں سب کچھ بن رہی ہیں۔ امام الہند بننے کی ترکیبیں نکالی جاتی ہیں۔ امیر شریعت اپنے آپ کو کہلایا جاتا ہے۔ (الخ، "آستانہ" کراچی، جنوری ۱۹۹۵ء ص ۹۵)

یوں یہ خطبہ تمام سیاسی اور مذہبی بدعنوانیوں کے خلاف پرزور احتجاج ہے۔ بیماریوں کی یہ نقشہ کشی محدث صاحب کے بے پناہ علم اور بے پناہ خطابت کا شہکار ہے۔ یوں محدث صاحب کے قومی رہنما ہونے کی گواہی ملتی ہے۔ محدث صاحب نے

Marfat.com

برطانوی پالیسی کی پیداوار تین تین نفر کی ٹولیوں کی پیدائش پر بلیغ اشارہ فرمایا ہے۔
امام الہند اور امیر شریعت کی اصطلاحات کے غلط استعمال کرنے والوں کی برطانوی پالیسی کی پیدوار کہنا یہ محدث صاحب کی حق گوئی' بے باکی ہے۔ ان فتنوں کے استحصال کی طرف اگر علمائے اہل سنت متحدہ قوت سے توجہ دیتے تو یہ مٹ گئے ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا۔

اولاد

محترم ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی نے حضرت محدث اعظم کے چار صاجزادے اور دو صاجزادیاں آپ کی اولاد بتائی ہے۔ مجھے حضرت مولانا مدنی میاں نے بھی بتایا تھا۔ کہ حضرت محدث اعظم کے بڑے صاجزادے جذب کی حالت میں کہیں تشریف لے گئے' جن کا پھر پتہ نہیں چل سکا۔ دوسرے صاجزادے حضرت علامہ سید حسن مثنیٰ اشرفی الجیلانی ہیں جو ڈاکٹر صاحب قبلہ کی تحقیق کے مطابق بھارت کے ممتاز ادیب اور شاعر ہیں۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے انگلش کیا ہے اور اب حضرت سلطان التارکین سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے فارسی ترجمہ قرآن کو انگریزی میں منتقل فرما رہے ہیں۔ دوسرے صاجزادے حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی مدظلہ ہیں۔ یہ میری ذاتی تحقیق کے مطابق بڑے فاضل' عالم' دانشور صالح' کم گو' شب زندہ دار' بذلہ سنج' طنز و مزاح کا ستھرا ذوق' رکھنے والے' تفسیر و حدیث پر ژرف نگاہی کے مالک ہیں۔ میں نے ان کی صحبت میں برطانیہ کے یخ بستہ ماحول میں گرما گرم ایام گزارے ہیں۔ مولانا نے مجھے بڑی عزت دی بلکہ مجھے اپنے دوستوں میں شمار فرمایا۔

عمر کے اعتبار سے وہ بھی تقریباً میرے ہم عمر ہی ہیں لیکن علم و فضل' زہد و تقویٰ سے اپنا دامن خالی' ان کا مالا مال ہے۔ امام فخرالدین رازی کی تفسیر کبیر اکثر ان کے زیر مطالعہ رہتی ہے۔ ان کی تقاریر میں امام رزی کا رنگ جھلکتا ہے مگر ان کی زبان میں بلا کا اثر ہے۔ وہ خالص وحدث الوجودی ذوق صوفیانہ رکھتے ہیں۔ حلول اور دخول

Marfat.com

کے مشرکانہ شرکانہ عقائد کا رد فرماتے ہیں۔ مجھے برطانیہ کے شہر لیسٹر جانے کا اتفاق ہوا۔ مولانا مدنی ان دنوں لیسٹر تشریف لائے تھے۔ لیسٹر میں میرے ذاتی دوست جناب ملک محمد سلیم کونسلر (بلدیہ لیسٹر) جناب خالد محمود چغتائی' حاجی صلاح الدین چغتائی' حاجی رستم علی' جناب عبداللہ پٹیل' شیخ محمد سرور' شیخ محمد نواز' ملک پرویز علی وغیرھم ان کے مرید ہیں۔

لیسٹر برطانیہ کے ان شہروں میں ہے' جہاں گجرات' کاٹھیاواڑ' بنگلہ دیش اور پاکستانی مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ مولانا مدنی میاں مدظلہ کی اہم خدمت دینی خدمت یہ ہے کہ وزیر آباد ایک بزرگ تھے۔ سالار عنایت اللہ۔ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ انہوں نے کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر لیسٹر شہر کے سٹ پیٹر روڈ پر ایک ناچ گھر کی عمارت خرید لی اور اس کو مسجد کے لیے وقف فرما دیا۔ اب ناچ گھر میں اذان کی آواز بلند ہونے لگی مگر سالار صاحب وزیر آباد میں اگرچہ شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت مند تو تھے مگر خاکسار تحریک میں بھی رہے تھے۔ اس لیے انہوں نے دیوبندی اور حنفی بریلوی کے درمیان فرق پر توجہ نہ دی۔ سیالکوٹ کے مشہور دیوبندی پروفیسر خالد محمود نے ان دنوں یعنی ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان برطانیہ میں دیوبندی فتنہ برپا کیا ہوا تھا۔

چنانچہ سالار صاحب مرحوم بھی ان کے اس فتنہ کا شکار ہوگئے اور اہل سنت کی مسجد میں انہوں نے دیوبندی امام رکھ لیا۔ اس زمانہ میں مولانا مدنی میاں برطانیہ گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک بزرگ "نورانی بابا" ہیں۔ انہوں نے سالار صاحب سے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو ہم مولانا مدنی میاں کا ایک جلسہ آپ کی مسجد میں کروا دیں۔ سالار صاحب چونکہ حقیقتاً تو سنی ہی تھے انہوں نے جلسہ کی اجازت دے دی۔ مولانا مدنی میاں اس مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضور کے علم غیب اور اختیارات پر تقریر فرمائی اور ساتھ ہی دیوبندی علماء کی کفریہ عبادات کا پردہ چاک فرمایا۔ جس سے دیوبندی حضرت چیخ اٹھے۔ مگر مدنی میاں نے دلائل سے ان کے منہ بند کر دیے۔

Marfat.com

چنانچہ اسی دن یہ مسجد اہل سنت کو مل گئی اور گجرات ہی کے ایک بزرگ حضرت حافظ محمد ابراہیم پٹیل اس کے امام بن گئے۔ آج تک وہی امام ہیں۔ اب لیسٹر میں یہ مسجد اہل سنت کا مرکز ہے۔ اسی مسجد میں مولانا عطا المصطفیٰ جمیل خطیب رہے۔ میں بھی اس مسجد میں دو دفعہ گیا۔ اس مسجد میں حضرت علامہ شاہد رضا نعیمی مراد آبادی آج کل مستقل خطیب ہیں۔ اسی مسجد نے برطانیہ ریلوے اسٹیشن کے سامنے عظیم الشان مسجد مسجد تعمیر ہوگئی ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ مولانا نورانی اور مولانا مدنی دونوں بزرگ اس مسجد کے سرپرست ہیں۔ خالد محمود چغتائی اور صلاح الدین چغتائی انہیں سالار عنایت اللہ کے بیٹے ہیں۔ دونوں مدنی میاں کے مرید ہیں۔ یوں میری نظر میں مولانا مدنی میاں لیسٹر میں مسجد اہل سنت کے بانی ہیں۔ اب اس مسجد یا اس سے متعلقہ مسجد میں اہل سنت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اس کا پورا ثواب مولانا مدنی میاں صاحب کو مل رہا ہے۔ مولانا مدنی میاں نے سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے اعمال کو عوام اہل سنت میں متعارف کروایا ہے۔ مولانا مدنی میاں کے چھوٹے بھائی اور عظیم خطیب ہاشمی میاں پتلی دبلی جسامت کے مالک' شعلہ نوا' جوش آفریں' ولولہ انگیز خطیب ہیں۔ ان کی خطابت کا اپنا انداز ہے۔ یعنی مدنی میاں کی خطابت میں علم کا زیادہ وزن ہوتا ہے جب کہ مولانا ہاشمی علم کے ساتھ عوامی مزاج کی تقریر بھی فرماتے ہیں۔ یورپ کے تمام ملکوں کے علاوہ کینیڈا' امریکہ' جنوبی امریکہ وغیرہ میں دونوں بھائی تبلیغ کرتے ہیں مگر مولانا ہاشمی کی تقریر کو بڑی شوق سے سنا جاتا ہے۔ مجھے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مانچسٹر کے نزدیک ایک شہر بوسٹن ہے۔ میں مولانا قمر الزمان اعظمی کے ساتھ مولانا ہاشمی کو ملا۔ اس محفل میں ان پر طنز و مزاح کا ذوق طاری تھا۔ پوری مجلس کشت زعفران بنی ہوئی تھی مگر میری حاضری پر مولانا ہاشمی نے غیر معمولی احترام و اجلال سے نوازا۔ برطانیہ میں میری تقاریر پر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ میں سمجھتا ہوں یہ حضرت محدث اعظم کی بندہ نوازی کا اظہار تھا۔

میرا سلسلے معمول ملک کے ہر گوشہ پر قائم کیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

Marfat.com

سادات اشرفیہ سے خانوادۂ رضویہ کی عقیدت و محبت

محمد منشا تابش قصوری اشرفی، لاہور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، صاحبان علم و ادب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

آج! عالمی مبلغ اسلام محترم المقام، حضرت العلام، ڈاکٹر پیرصاحبزادہ سید محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان، مدیر اعلیٰ ماہنامہ آستانہ کراچی، زیب سجادہ آستانہ عالیہ اشرفیہ قادریہ حضرت قطب ربانی، دامت برکاتہم کی صدارت میں امام المتکلمین، سند المفسرین، راس المحدثین، حضرت الحاج ابوالحامد سید محمد محدث کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں انعقاد پذیر کانفرنس کے فیضان سے بہرہ مند ہونے کے لیے حاضر ہیں۔ لاہور میں یہ دوسری محدث اعظم ہند کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

پہلی محدث اعظم کانفرنس میں آپ کی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ "آستانہ" نے محدث اعظم ہند نمبر حصہ اول، قوم و ملت کو عطا فرمایا اور آج کی کانفرنس سے پہلے ہی محدث اعظم ہند نمبر، حصہ دوم، آستانہ کراچی شائع کر کے اہل علم و قلم سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔

یہ دونوں نمبر اس اہمیت کے حامل ہیں کہ انہیں کتابی صورت دی جائی

Marfat.com

چاہیے۔ ان نمبروں میں حضرت امام المتکلمین سید المحدثین کی بلند مرتبت شخصیت کو نہایت عمدہ انداز میں متعارف کرایا گیا ہے جو آئندہ نسلوں کے لیے خضر راہ ثابت ہوں گے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ستودہ صفات نے حضرت محدث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی و عملی کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے جو بیڑا اٹھایا ہے' اس سلسلہ میں علماء و مشائخ کو آپ کے ساتھ عملاً معاونت کرنی چاہیے۔

خاندان عالیہ اشرفیہ قادریہ کا براعظم ایشیاء کے مسلمانوں پر عظیم احسان ہے جنہوں نے شریعت و طریقت میں ہر طرح قیادت فرمائی اور اکابر علماء و مشائخ نے اس خانوادہ کی نسبت کو اپنے لیے حرز جان بنایا۔ پاک و ہند میں مسند درس و تدریس' حدیث تفسیر انہی علماء سے سجی ہوئی ہے' جنہوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اکابر اشرفیہ سے فیض پایا۔ آج اہل سنت و جماعت کی اکثریت حقانیت کے اظہار کے لیے نسبت بریلویت سے متعارف ہے لیکن خود اکابر بریلی' خانوادۂ اشرفیہ کے مناقب خوان اور ان کے مداح و محب ہیں۔ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ آپ کے برادر استاذ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی آپ کے صاحبزادگان حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی اشرفی' مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمھم اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے کتنی لگن' محبت اور مودت رکھتے تھے۔ اس کی تفصیل کے لیے دفتر درکار ہیں۔ تاہم وقت کی نزاکت کے پیش نظر چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے واضح ہوگا کہ خاندان رضویہ کے ارباب حجت کو خانوادۂ اشرفیہ کا کتنا ادب و احترام ملحوظ رہا اور عقیدت و محبت کی نسبت رسول کریم علیہ التحیتہ و التسلیم انہوں نے کیسے آبیاری فرمائی۔

بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلی رحمتہ اللہ تعالیٰ اپنے ولی نعمت

Marfat.com

تاج الاولیاء حضرت شاہ آل رسول احمد قدس سرہ تاجدار مارہرہ شریف کے امر و ارشاد پر بغرض پیام رسانی درگاہ پاک محبوبی میں، حضرت مخدوم الاولیاء شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔

بعد از سلام برجستہ پکار اٹھے ؎

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوبان
اے نظر کردہ و پردۂ سہ محبوبان

حضرت مخدوم الاولیاء کے مناقب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا یہ شعر اب ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے عظمت و رفعت کو چار چاند لگانے کے لیے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے یہ ملفوظات بھی ملاحظہ فرمائیے جو انہوں نے اپنے مرید خاص حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری اشرفی رحمتہ اللہ تعالیٰ، مدیر ماہنامہ سالک و خطیب مرکزی جامع مسجد راولپنڈی کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمتہ کو فاضل بریلوی کے وصال سے قبل ارشاد فرمائے۔ حضرت اشرفی میاں نے فرمایا "شاہ صاحب! مولانا بریلوی کا آخری وقت ہے۔ خوب خدمت کیجئے"۔

اور جب حضرت محدث اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ علوم و فنون اسلامیہ سے بہرہ مند ہونے کے بعد کار افتاء کے لیے بریلی شریف تشریف لے گئے تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کس انداز سے استقبال اور نسبت سادات کا کتنے احترام سے اظہار فرمایا۔ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت مفتی اعظم فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ سے عالم ربانی حضرت مولانا شاہ سید

Marfat.com

شاہ احمد اشرف حسنی حسینی اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا "حضور میں اپنے بھانجہ مولوی سید محمد محدث کو کار افتاء کے لیے حضور کی خدمت میں بھیج دوں؟"

"اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ضرور بھیج دیں۔ وہ میرے شاہزادے ہیں۔ میرے پاس کیا ہے' ان کے ہی جد امجد حضرت غوث الثقلین کا صدقہ و عطیہ ہے"۔

نیز جب حضرت محدث اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا ترجمہ معارف القرآن کے نام سے قلمبند فرمایا اور امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کو چند مقامات سنائے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا "صاجزادہ صاحب! آپ تو اردو میں قرآن لکھ رہے ہیں اور جب حضرت محدث اعظم ہند نے کچھوچھہ شریف سے ماہنامہ "اشرفی" جاری کیا' اس کے پہلے شمارہ میں ترجمہ قرآن کریم کی پہلی قسط شائع فرمائی تو امام اہل فاضل بریلوی کے ساتھ ساتھ حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اشرفی' حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی' صاحب بہار شریعت مولانا امجد علی صدر الشریعتہ نے خوب خوب تحسین فرمائی۔

ایک بار حضرت حجتہ الاسلام جنہیں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے خلافت و اجازت سے بھی نوازا تھا' ان کا کچھوچھہ شریف حاضری کے لیے جانا ہوا۔ آپ کے لیے سادات اشرفیہ نے آرام و سکون کے لیے الگ کمرہ کا اہتمام فرمایا اور خدمت کے لیے حضرت صاجزادہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف کو مقرر کیا۔ حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاب نعیمی اشرفی گجراتی جو ان دنوں مدرسہ جامعہ اشرف میں صدر المدرسین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے' فرماتے ہیں "حضرت صاجزادہ کو میں نے خصوصی طور پر خدمت میں مستعد رہنے کی تاکید کی"۔ صاجزادہ صاحب کا اس وقت معمولی سا لباس تھا جب وہ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب کو وضو کرانے لگے تو آپ نے فرمایا آپ شاہزادے

Marfat.com

ہیں۔ آپ سے خدمت لینا درست نہیں۔ حالانکہ تعارف نہیں، کسی نے بتایا نہیں لیکن دل کی نیازمندی نے انوار نور نبوت سے دیکھ لیا یہ شاہزادے ہیں۔ ذریت مصطفیٰ ہیں، نسبت سادات کا یہ لحاظ، خاندان رضویہ کے رگ ریشے میں سرایت کر گیا تھا۔ وہ سادات کی قربت خوشبو سے ہی محسوس فرما لیتے۔

چنانچہ جب حضرت مفتی اعظم ہند مرض الموت میں مبتلا تھے، معتقدین و مریدین اور خواص آپ کی خدمت میں مصروف تھے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھولیں اور گویا ہوئے آپ لوگوں میں مجھے سید کی خوشبو آ رہی ہے! سید صاحب نے ہاں سے جواب دیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے مخدوم ہیں، آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا جائز نہیں۔

پھر آپ نے وصیت میں فرمایا! میرا جنازہ کسی سید سے پڑھانا۔ جب لاکھوں عقیدت مند حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کا جنازہ پڑھنے کے لیے حاضر ہیں، حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب نماز جنازہ پڑھانے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں کہ آواز آئی کچھوچھہ مقدسہ کی عظیم شخصیت صاحب سجادہ حضرت پیر سید مختار اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لے آئے ہیں تو حضرت سرکار کلاں کی اقتداء میں لاکھوں سینوں، بریلوی، اشرفیوں، چشتیوں، قادریوں، سہروردیوں الغرض مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی، جن میں ہزارہا مشائخ عظام، علماء کرام شامل ہوئے اور خاندان سادات اشرفیہ کی عظمت و منزلت پر اپنی عقیدت و محبت کی مہر لگا دی۔ نیز اس طرح حضرت مفتی اعظم ہند جن کی کرامات کا شہرہ تھا، آخری آرزو بھی کرامت بن کر ظہور پذیر ہوئی۔ اختصار سے یہ چند محبت کی باتیں عرض کر دی ہیں، جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خانوادۂ رضویہ کو خاندان سادات اشرفیہ سے نہ صرف عقیدت و محبت تھی بلکہ نسبت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر لمحہ احترام ملحوظ رہا!

Marfat.com

فاضل بریلوی کی حضرت اشرفی میاں کے بیان کی تحسین

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب مارہروی کا بیان کہ ایک بار مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس میں مولانا احمد رضا خان صاحب تشریف لائے تھے۔ کسی نے مولانا سراج الدین صاحب آنولوی کو میلاد شریف پڑھنے بٹھا دیا تھا۔ انہوں نے اثنائے تقریر میں یہ کہا تھا کہ قیامت کے دن پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم میں فرشتے روح ڈالیں گے۔ کیونکہ اس میں حیات انبیاء علیھم السلام کے مسلمہ اصول سے انکار نکلتا تھا' یہ سن کر مولانا موصوف کا چہرہ متغیر ہوگیا اور جناب مولانا عبدالقادر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا' آپ اجازت دیں تو میں ان کو منبر سے اتار دوں۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے آنولوی صاحب کو بیان سے روک دیا اور مولانا عبدالمقتدر صاحب سے فرمایا کہ مولانا ایسے بے علم لوگوں کو مولانا احمد رضا خان صاحب' مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کے سامنے میلاد شریف پڑھنے نہ بٹھایا کیجئے' جن کے سامنے بیان کرنے والے کے لیے علم اور زبان کو بہت نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسی سلسلہ میں مولانا احمد رضا خان صاحب نے فرمایا کہ انہیں وجوہ سے آج کل کے واعظین اور میلاد خانوں کے بیانوں' وعظوں میں جانا چھوڑ دیا ہے۔

اور حضرت سید شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا کہ حضرت ان میں سے ہیں جن کا بیان میں بخوشی سنتا ہوں۔

(ماہنامہ سالک' جولائی ۱۹۶۱ء' ص ۲۳)

امام احمد رضا' حضرت شاہ علی حسین اشرفی کے قدم چوما کرتے تھے

امام اہل سنت حضرت علامہ سید ابوالبرکات قادری اشرفی الوری لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مرید و تلمیذ رشید ادیب شہیر علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اپنی کتاب "البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"

Marfat.com

میں اذکار حبیب رضا کے حوالہ سے درج فرماتے ہیں:

"اشرفی میاں بائیس ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ بمطابق ۱۸۵۰ء کو کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد (بھارت) میں پیدا اور ۱۱ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء میں آپ کا وصال ہوا۔ علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور تبلیغ اسلام میں اپنی مثال آپ تھے۔ خاندانی اعتبار سے سید تھے اور شکل و صورت کے لحاظ سے شبیہ سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

ہزاروں علماء آپ کے حلقہ ارادت سے وابستہ تھے۔ امام احمد رضا بریلوی آپ کا بہت ہی احترام کرتے تھے۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا کرتے تھے"۔ (ص ۱۸۳)

Marfat.com

ضیغم اسلام اسد مخدوم اشرف حضرت محدث کچھوچھوی

علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی
شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ، قصور

کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

صاحب صدر علامہ ڈاکٹر السید مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان و مہمان خصوصی علامہ صاحبزادہ محمد محمود احمد صاحب رضوی اشرفی شارح بخاری

صاحبان!

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بن کے رہے گا پاکستان!

آپ ایک قابل قدر اور گراں مایہ شخصیت ہیں اور پاکستان سلطنت خداداد کے بانیوں سے ہیں۔ آپ نے ہی آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد فرما کر برصغیر کے تمامی علماء کرام و مشائخ عظام اور مقتدر ہستیوں اور معتمد شخصیتوں اور معززین حضرات کی موجودگی میں وجود پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لیے قرارداد پاس کرائی۔ بن کے رہے گا پاکستان (اب پاکستان بن چکا ہے) کے نعرے بنارس کارپوریشن گراؤنڈ میں لگے اور فضا میں گونجے اور گونجتے رہے جو آپ کے مستحکم ارادوں کی تکمیل ہے

الحمدللہ علی کل حال سوی الکفر و الضلال

Marfat.com

عجیب سماں

جب آپ اجلاس عظیم بنارس میں شیر ہند و پاکستان کے انداز میں گونج رہے تھے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دائیں جانب حضرت صدر الافاضل علامہ السید نعیم الدین اشرفی مراد آبادی علیہ الرحمہ اور بائیں جانب حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمتہ تھے۔ چنانچہ آپ نے صاحبین کریمین کی موجودگی میں فرمایا کہ مسلمانو! تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا یہ اجتماع، تمہارا یہ اجلاس کامیاب ہے اور تمہارا نظریہ کہ پاکستان بن کر رہے گا، کامیاب ہے۔ کیونکہ یہ کانفرنس بنارس میں منعقد ہوئی ہے اور بنارس کے عدد ۳۱۳ ہیں۔ ب کا عدد(۲)، ن کا عدد(۵)، الف کا عدد(۱)، ر کا عدد(۲۰۰)، س کا عدد(٦٠) = ۳۱۳

غزوہ بدر میں مجاہدین اسلام اور غازیان کی تعداد ۳۱۳ تھی، جنہوں نے کفر کو بھگا دیا۔ اب پاکستان ان شاء اللہ العزیز بفضلہ تعالیٰ بن کر رہے گا۔ یہ عجیب سماں تھا۔ فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ حضرت صدر الافاضل اور مولانا عبدالحامد بدایونی، علماء ملت اور مشائخ عظام داد دے رہے تھے اور مجمع عام اور اجتماع عظیم سے نعروں کی صورت میں داد مل رہی تھی۔ یہ آپ کا استنباط اور استدلال اور اجتھاد بڑی دور کی نظر تھی جس کو آپ نے ہی سمجھا۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ آپ کا ہی خاصہ تھا۔

الخاصہ ما یوجد فیہ و لا یوجد فی غیرہ

خاصہ وہ ہے جو اسی میں پایا جائے اور اس کے غیر میں نہ پایا جائے

آپ کا سیاسی تدبر

اتنا بڑا اہم کام! یہ آپ کے زور بازو کے استحکام اور سیاسی تدبر اور ملی تفکر پر دال تھا۔ آپ نے یہ کام بہت بڑے اسلامی جرنیل کی حیثیت سے کیا۔ اس مسئلہ میں آپ کو میل ملاپ، بھاگ دوڑ اور سعی بلیغہ کرنی پڑی اور بڑے بڑے نشیب و فراز، بلندی و پستی کو طے کرنا پڑا۔ آخرکار من جد و جد کا مصداق بنے جبکہ آپ کے

Marfat.com

خصوصی مشیر کار حضرت صدرالافاضل علامہ السید محمد نعیم الدین صاحب اشرفی مراد آبادی علیہ الرحمتہ اور علامہ مولانا عبدالحامد صاحب علیہ الرحمتہ ذوی الالباب' ذوی الا لبصیار' ذوی الاعلام' ذوی العقول شخصیتوں سے تھے۔

دو قومی نظریہ

آپ نے قوم مسلم کے سامنے دو قومی نظریہ کو پیش کیا۔ یہ دو قومی نظریہ وہی نظریہ تھا جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں صاحب' فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشن تھا۔ آپ نے اس مشن کی روشنی میں قدم بڑھایا۔ چنانچہ پاکستان اس دو قومی نظریہ کی تعبیر ہے۔ دو قومی نظریہ ہی پاکستان کو معرض وجود میں لایا۔ میں ذمہ داری سی کہتا ہوں کہ جو افراد دو قومی نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے' وہ حقیقتاً پاکستان کے وجود کو نہیں مانتے۔ ان کا نظریہ کیا تھا! ہندو' مسلم بھائی بھائی! معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کو طیب اور خبیث' مسلم اور ہندو مشرک کا نکھیڑ چاہے مگر دیابنہ کے مولوی حسین احمد ہندو مسلم بھائی بھائی کی رٹ لگائے' رامائن اور قرآن حکیم کا اکٹھا جلوس نکالے۔ کہاں دنیاوی قصہ اپنا بنایا ہوا اور کہاں اللہ تعالیٰ کا کلام!

ایسی قوم ذلیل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ دیابنہ کے دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن پر اندرا گاندھی مشرکہ عورت! اجلاس میں کرسی صدارت پر تھی اور دیا .نہ کے بڑے بڑے مشائخ باایں جبہ و دستار اور ان کے بڑے بڑے ذی علم علماء و استاذ العلماء اس کے قدموں میں تشریف فرما تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

یہ ان کی ذلت تھی دو قومی نظریہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے۔ ہم نے حقیقت بیان کر دی ہے اب وہ مانیں یا نہ مانیں۔

Marfat.com

میلاد النبی اور قیام میلاد کے حوالے سے ایک اہم بات

نبی پاک صاحب لولاک کے میلاد پاک اور قیام میلاد کے حوالہ سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو قوم سرکار کے میلاد پاک کو گھنیا کے جنم سے مشابہت دے اور سرکار کے قیام میلاد کو شرک و بدعت بتائے' اس قوم کا حشر یہی ہوگا کہ وہ قوم اندرا گاندھی جیسی (مشرکہ عورت) کی تعظیم کرے اور اس کے قدموں میں بیٹھے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قائداعظم کی آواز

لے کے رہیں گے! پاکستان

ہم نے! پاکستان بنانا ہے

ہم پاکستان! بنا کر رہیں گے

پاکستان! بن کر رہے گا

پاکستان کا مطلب کیا! لا الہ الا اللہ

محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی آواز

ہم نے پاکستان بنانا ہے۔ لے کے رہیں گے! پاکستان

ہم پاکستان بنا کر رہیں گے

پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ

پاکستان بن کر رہے گا

ان نعروں کے بعد آپ یہ فرماتے:

اگر بالفرض قائداعظم اپنے نظریہ پاکستان سے پیچھے ہٹ بھی جائیں تو ہم پاکستان بنا کر رہیں گے۔ اللہ غنی۔ نظریہ پاکستان میں آپ کا کتنا استحکام تھا اور کتنا برا مضبوط ارادہ تھا۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی یہ صدا! بنارس کارپوریشن کی وسیع گراؤنڈ میں گونج رہی تھی۔ میں نے اپنے کانوں سے سنی۔ یہ آواز اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

Marfat.com

پاکستان کا مطلب کیا

پاکستان کا مطلب کیا! آل انڈیا سنی کانفرنس میں جو پاکستان کا مطلب بنایا گیا وہ یہی تھا کہ نظام مصطفیٰ کا نفاذ ہوگا اور مقام مصطفیٰ کا تحفظ ہوگا۔ اب تو سینوں کے علاوہ شخص پاکستان کا مطلب الگ الگ ہی بیان کر رہا ہے۔ افسوس! صد افسوس!

وطن از ملت است

آپ نے واضح کیا کہ وطن! ملتوں سے بنتے ہیں۔ اگر ملت! وطن سے بنتی ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ المکرمہ کو نہ چھوڑتے۔ اگر وطن مقدم ہوتا تو سرکار پھر بھی مکۃ المکرمہ کو نہ چھوڑتے۔ مدینۃ المنورہ میں ملت قائم ہوئی تو وطن بھی بن گیا مگر دیا .نہ کے مولوی حسین احمد کی یہ رٹ تھی کہ:

ملت از وطن است

علامہ ڈاکٹر اقبال شاعر مشرق خوب فرماتے ہیں:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

سرود بر سر ممبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

جہاں نظام مصطفیٰ کا نفاذ اور مقام مصطفیٰ کا تحفظ ہوگا وہاں ملت قائم ہوگئی۔ جب ملت قائم ہوگئی تو یہی مومن کا وطن ہے۔

Marfat.com

آپ کے عشق رسول کا مقام

اللہ تعالیٰ رب العزت اپنے محبوب کا صدقہ ہر سنی کو عشق رسول اور محبت مدینہ عطا فرمائے۔ اسلامیات' دینیات' شرعیات یہ سب کے سب عشق رسول سے ہی حل ہوتے ہیں اور لذت اور ذوق پیدا ہوتا ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

طالب علمی کا زمانہ تھا۔ دورۂ صغیر کا نصاب پڑھا جا رہا تھا۔ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس میں محدث کچھوچھوی کی تشریف آوری ہوئی۔ جامع مسجد وزیر خاں لاہور سے اجلاس ختم کر کے جب محدث کچھوچھوی دفتر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لائے تو قبلہ سید صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ شاہ صاحب کو بھی ذرا دبائیں۔ میں اور میرا ساتھی مولانا ثناء اللہ صاحب گورداسپوری زید مجدہ دباتے رہے۔ میں نے جب پاؤں کو دبانا شروع کیا تو تکلیف محسوس فرمائی۔ استفسار کیا گیا تو فرمایا کہ مدینہ النبی مدینہ منورہ کا کانٹا چبھ گیا ہے۔ نکالا نہیں۔ اللہ غنی! کیا آداب کا اعتقاد ہے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سرکار کا موقع ہے او جانے والے

اسی عشق رسول کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

میرے لیے مقام فخر

سالانہ اجلاس مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تقسیم اسناد اور رسم دستار فضیلت کے مواقع پر جہاں ایک پیچ میرے استاذ ذی وقار مرشد کامل قبلہ شیخ الحدیث علامہ السید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب اشرفی قدس سرہ العزیز کے

Marfat.com

دست مبارک سے تھا۔ یہ تھی عظمتوں اور فضیلتوں کی دستار، دستار فضیلت۔ وہاں ایک پیچ علامہ صدر الافاضل السید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اشرفی قدس سرہ العزیز کا بھی تھا اور ایک پیچ حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا بھی تھا۔ میں اپنے کیلئے مقام فخر محسوس کرتا ہوں۔

جس کی پشت پر دو غوثوں کا ہاتھ ہو اسے کوئی کیا نقصان پہنچا سکتا ہے

ایک مرتبہ کسی گستاخ رسول نے حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور قدس سرہ العزیز کی ذات مقدسہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ بفضلہ تعالیٰ بال بال بچ گئے۔ حضرت محدث کچھوچھوی جب سالانہ اجلاس پر تشریف لائے تو آپ کو سید صاحب قدس سرہ العزیز نے بتایا ایسے حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا اپنے محبوب کا صدقہ تو آپ نے یعنی محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس سید کی پشت پر دو غوثوں غوث العالم اور غوث الاعظم کا ہاتھ ہو' اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔

کرامات محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ

کرامت ہر اس خرق عادت اور خلاف عادت کو کہتے ہیں جو ولی سے صادر ہو آپ عالم تھے اور عالم باعمل تھے اور پھر سید تھے اور صاحب نسبت تھے۔ حضرت مخدوم اشرف سے نسبت ہے۔ اب ان کی ولایت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ کا جب وصال ہوگیا چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ جب تجہیز و تغسیل و تکفین کا وقت آیا چونکہ آپ ماشاء اللہ بفضلہ تعالیٰ اچھے خاصے جسیم تھے' کرتا مبارک اتارنے میں دقت محسوس ہوتی تھی۔ مریدین' متوسلین' معتقدین اور متعلقین حاضرین نے عرض کی حضرت کوئی کرامت دکھا دیں۔ چنانچہ اس وقت آپ نے بازو اوپر کر دیے تو کرتا مبارک آرام سے اتار لیا گیا۔ (استقامت' پرچہ انڈیا)

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ پیر صابر حسین شاہ بخاری قادری
(برہان شریف اٹک)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ

اور

حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ

مرے فکر و نظر کے زاویے دونوں پہ منتج ہیں
مرے عشق و جنوں کے کارواں کے رہنما دونوں
وفا کی دولتیں تقسیم کی دونوں نے دنیا میں
اک اک طوفان میں ثابت قدم تھے برملا دونوں

(غلام مصطفیٰ مجددی)

دنیائے علم و ادب میں کچھوچھا شریف اور بریلی شریف کی سرزمین کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ دونوں خطے علم و فضل اور شعر و ادب میں تو معروف ہی ہیں۔ لیکن فروغ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم کے اعتبار سے

Marfat.com

یہ خطے نہایت ہی زرخیز ثابت ہوئے ہیں۔ ان خطوں میں گلستان عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مہکتے ہوئے پھول کھلے کہ گویا بہار آگئی۔

کچھوچھا شریف اور بریلی شریف کے اکابر علماء و مشائخ ہمیشہ ایک ہی عقیدہ و مسلک کے رہے ہیں۔ ان کی اعتقادی' فکری اور روحانی ہم آہنگی سے اہل علم بخوبی آگاہ ہیں۔ سادات کچھوچھا کے گل سرسبد حضرت مولانا سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اور کشتہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ بھی ایک ہی قافلے کے مسافر اور ایک ہی منزل کے راہی ثابت ہوئے ہیں۔ دونوں میں فکری' اعتقادی ہم آہنگی اور مماثلت عیاں ہے۔ راقم یہاں ان دونوں عظیم المرتبت شخصیات کی نسبتوں کی چند بہاریں پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔

تعلقات

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو خاندان اشرفیہ کچھوچھا شریف سے بے انتہا محبت تھی اور صحیح النسب سادات ہونے کی وجہ سے اس خاندان کے ہر فرد سے بہت ہی احترام فرماتے تھے۔ خاندان اشرفیہ کا ہر فرد حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کی نسل پاک سے تعلق رکھتا ہے۔ سلسلہ اشرفیہ بیک وقت قادریت اور چشتیت کا سنگم ہے۔ اس لیے اشرفی کا مطلب ہے چشتی قادری اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تین محبوب کا یہ سلسلہ پروردہ ہے۔ یعنی چشتیہ سلسلہ کے دو محبوب' محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا علیہ الرحمتہ اور محبوب یزدانی سلطان سید احمد اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمتہ اور قادری سلسلہ میں حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ' یہی وجہ تھی کہ جب اعلیٰ حضرت شاہ سید محمد علی حسین شاہ اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمتہ (نانا جان حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ) بریلی

Marfat.com

شریف تشریف لے گئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے آپ کی صورت دلبرانہ دیکھتے ہی فرمایا تھا۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ پروردہ سہ محبوباں

ساتھ ہی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ:

"جس نے غوث پاک قدس سرہ کو نہ دیکھا ہو وہ ہم شکل غوث الاعظم قدس سرہ کو دیکھے۔"

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرا مرشد (مولانا احمد اشرف جیلانی اشرفی علیہ الرحمتہ) اس وقت تک تقریر شروع نہیں کرتا تھا۔ جب تک چشم تصور سے سرکار دو جہاں رحمت عالیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کرلیتا تھا۔"

غالباً اسی وجہ سے مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اپنی روحانی' نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا تقریر فرماتے اور جتنی دیر تقریر فرماتے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ اتنی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوکر تقریر سماعت فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمتہ کے وعظ کے دوران مجھے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے اور یہ میرے بس سے باہر ہے کہ میں سرکاری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بے ادب رہوں۔ یعنی بیٹھا رہوں۔ مزید فرماتے تھے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمتہ صحیح النسب آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لہٰذا اپنے نانا کی تعریف جس قدر ان کے منہ سے اچھی لگتی ہے اور صحیح تعریف ہوتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہوسکتی---

اگرچہ حضرت سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ کو اپنے والد ماجد اعلیٰ

Marfat.com

حضرت شاہ سید محمد علی حسین شاہ اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ سے بیعت و اجازت حاصل تھی اور عالم رؤیا میں سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔ لیکن کچھ کتب میں آپ کا شمار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے ممتاز خلفا و تلامذہ میں بھی ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے اپنی زندگی میں پچاس خلفاء کی ایک فہرست جاری فرمائی ہے۔ اس میں چوتھے نمبر پر حضرت مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا نام درج ہے۔ (واللہ اعلم) ذکر احباب و دعا احباب مشمولہ الاستمداد علی اجیال الارتداد (۱۳۳۷ھ) میں بھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے آپ کا ذکر خیریوں فرمایا ہے۔

احمد واشرف حمدو شرف لے

اس سے ذلت پاتے یہ ہیں

نہ معلوم کس لیے یہ شعر کہا گیا

خطیب الامت مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ نہایت ہی شیریں زبان، مترنم سخن خوش گلو تھے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے بے مثل اور معروف قصیدہ معراجیہ کو آپ نے بے مثل مترنم عطا فرمایا دیا تھا۔ عاشق رسول، آل رسول کی زبان اور پھر معراج رسول کا بیان جب ترنم ریز ہوتے تو سامعین پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ہر ایک وجدو کیف کے عالم میں اپنے آپ کو محسوس کرتا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اکثر و بیشتر آپ کی زبان سے اپنا قصیدہ معراجیہ سنا کرتے اور محظوظ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا حضرت قصیدہ مبارکہ اپنے سحر آگیں ترنم میں سنا رہے تھے۔ محدث بریلوی علیہ الرحمتہ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور عالم بیخودی میں یہ کلمات زبان مبارک سے نکلے کہ:

"شہزادے، نہ ایسا پڑھنے والا پیدا ہوگا نہ ایسا لکھنے والا پیدا ہوگا۔"

اس کے علاوہ آپ قصدہ معراجیہ کے بہترین شارح بھی تھے۔

بے شک سید محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اپنے ماموں حضرت سید احمد

Marfat.com

اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ کے مرید اور خلیفہ تھے اور ان ہی کے داماد بھی تھے۔ لیکن جس طرح سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے اجازت حاصل تھی اسی طرح آپ کے بھانجے مرید و خلیفہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بھی کچھ کتب میں دیکھا گیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے اجازت حاصل تھی۔ شاہ مانا میاں قادری نے "سوانح حیات اعلیٰ حضرت" میں، علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری نے "سیرت امام احمد رضا" میں مولانا محمد جلال الدین قادری نے "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" میں، ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے آئینہ رضویات ج اول میں محمد صادق قصوری اور پروفیسر مجید اللہ قادری نے "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" میں آپ کا شمار اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے مشاہیر خلفا میں کیا۔ واللہ اعلم بالصواب اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اور سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی آپس میں ہم آہنگی اور مماثلت کی مزید مثالیں ملاحظہ ہوں:

تشریف آوری کی بشارت

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے والد ماجد نے آپ کی پیدائش سے قبل ایک عجیب خواب دیکھا جس سے آپ کی مسرت و خوشی کی انتہا نہ رہی اور اس کا سرور دل مسرور کرتا رہا بالاخر آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے دادا جان مولانا رضا علی خان صاحب علیہ الرحمتہ سے وہ خواب بیان کیا جس کی تعبیر میں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ خواب مبارک ہے۔ بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہاری بہشت سے ایک ایسا فرزند صالح و سعید پیدا کرے گا۔ جو علوم کے دریا بہا دے گا اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی۔

اسی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی پیدائش سے قبل آپ کے نانا جان اعلیٰ حضرت شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمتہ مراقب ہوگئے۔ بعد

Marfat.com

فراغت مراقبہ یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جس پر میں دین و دنیا میں فخر کروں گا۔
(حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی)

والدین

دونوں کے والدین عالم فاضل اور عارف و کامل تھے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اپنے والد گرامی رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمتہ کی گوناگوں صفات کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

"بحمد للہ! منصب شریف علم کا پایہ' دروہ علیا کو پہنچایا۔
راست می گویم ویرداں نہ پسند و جزراست کہ جو وقت انتظار وحدت افکار و فہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق جل و علیٰ نے انہیں عطا فرمائی۔ ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی' فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا' یہاں آنکھوں دیکھا۔ علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علو ہمت و کرم و مروت و صدقات خفیہ و مبرات جلیہ و بلندی اقبال و دبدبہ جلال و مامولات فقراء و امر دینی میں عدم مبالات باغنیاء' حکام سے عزلت' رزق موروث پر قناعت و عزذلک فضائل جلیلہ و فضائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔"

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے والد ماجد حکیم الاسلام مولانا حکیم سید نذر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ کے بارے میں الحاج ڈاکٹر شاہ سید محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ یوں رقم طراز ہیں:

"یہ علم دین' علم حکمت اور علم روحانی میں اپنا مقام رکھتے تھے' علم دین خصوصاً زبان عربی و فارسی کے ماہر تھے' چشم دید تبصرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ ان کے علم و

Marfat.com

فضل کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی عالم دین تقریر کرنے بیٹھا اور ابھی اس نے آیت کلام اللہ پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کرنی شروع کی اور اس سلسلے میں کوئی حدیث بیان کرنا چاہی ادھر حکیم سید نذر اشرف صاحب نے فوراً وہ حدیث پڑھ کر اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو بتا دی کہ فلاں حدیث پڑھے گا اور واقعی مقرر یا خطیب وہ ہی حدیث شریف بیان کرتا تھا۔

دقیق سے دقیق عربی و فارسی اشعار کے سہل زبان میں ترجمہ کرنے میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔"

ولادت

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ شہر بریلی شریف میں ۱۰؍ شوال المعظم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴؍ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ عالم ہستی میں جلوہ گر ہوئے۔ جبکہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی ولادت ۱۵؍ ذ۔ عقد ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۰ء چہار شنبہ قبل از نماز فجر موضع جائس ضلع رائے بریلی میں ہوئی۔

اسمائے گرامی

احادیث میں "محمد" نام رکھنے کے بہت زیادہ فضائل آئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم فرماتے ہیں' جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا' اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین "محمد" ہوں۔ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے نام پاک پر نام رکھو۔" ان ہی فضائل کو مدِنظر رکھتے ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے والد گرامی نے آپ کا پیدائشی اسم گرامی "محمد" رکھا۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے نانا جان نے بھی آپ کا پیدائشی نام "محمد" ہی رکھنے کا شرف حاصل کیا۔ اب ایک "محمد" اعلیٰ حضرت اور دوسرے "محمد" محدث اعظم کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

Marfat.com

تعلیم و تربیت

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ بچپن میں ہی بہت ذہین تھے۔ چار پانچ سال کی عمر شریف میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرما لیا۔ بعدازاں ابتدائی تعلیم مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمتہ سے پائی۔ اکثر علوم دینیہ' عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمتہ سے حاصل کیے۔ بعض علوم کی تکمیل شاہ ابوالحسین نوری مارہروی علیہ الرحمتہ' مرشد گرامی شاہ آل رسول مارہوی علیہ الرحمتہ' مولانا عبدالعلی رام پوری سے کی۔ بعض علوم میں آپ نے ذاتی مطالعہ اور غورو فکر سے کمال پیدا کیا۔ خصوصاً علم ریاضی اور علم جفرو نجوم و ہیت میں ذاتی مطالعہ سے کامل دسترس حاصل کی۔ تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر شریف میں اپنے والد گرامی کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز بھی گھر سے ہوا۔ صرف پانچ سال کی عمر شریف میں آپ نے بھی اپنی والدہ ماجدہ سے ناظرہ قرآن پاک ختم فرما لیا۔ پھر اپنے نانا جان کے قائم کردہ مدرسہ میں داخل ہوئے اور نہایت عمدگی سے خوش خطی سیکھی۔ ریاضی اور اردو وغیرہ کے اسباق ختم فرمائے۔ درجہ دوئم کے بعد اپنے والد گرامی قبلہ سید نذر اشرف اشرفی علیہ الرحمتہ سے فارسی کی تمام کتب پڑھیں۔ پھر مدرسہ نظامیہ فرنگی لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ یہاں سے مولوی اور مولانا کی اسناد حاصل کیں۔ بعدازاں استاذ العلماء مفتی لطف اللہ رشد صاحب علی گڑھی علیہ الرحمتہ کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ مفتی صاحب نے جو سند عطا فرمائی اس میں آپ کو علامہ کے لقب سے نوازا۔ علی گڑھ سے آپ پیلی بھیت شریف میں استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ یہاں آپ نے صحاح ستہ کے علاوہ موطا و معانی الاثار وغیرہ "سبقا سبقا" پڑھیں اور سند حاصل فرمائی۔

Marfat.com

بریلی شریف کی طرف محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی کشش

سنہ طالب علمی میں پیلی بھیت شریف میں سید محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے اپنے استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کو بارہا دفعہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے دیکھا تو آپ نے ایک دن عرض کیا کہ آپ سے آپ کے پیرو مرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب میں نے پیرو مرشد مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمتہ سے بیعت کی تھی، بایں معنی مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا، مگر جب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی۔ اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالیٰ حقیقی ہے۔ جس نے حقیقی ایمان بخشا اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔

محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے پھر عرض کیا کہ علم الحدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں؟ فرمایا ہرگز نہیں پھر فرمایا، شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا مطلب ہے۔ سنئے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ میں سالہا سال صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔"

استاذ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے اسی قسم کے ارشادات نے محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بریلی شریف کی طرف کھینچا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی حاضری کا ایک دوسرا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی علیہ الرحمتہ اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں۔ حضور جو مناسب خیال فرمائیں۔ ان سے کام لیں، ارشاد ہوا، ضرور

Marfat.com

تشریف لائیں۔ یہاں فتویٰ لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں، رد وہابیہ اور افتائیہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ پھر فرمایا، سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدامجد حضور سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمتہ کا صدقہ و عطیہ ہے۔"

خاندان اشرفیہ کے اکابرین نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کے بعد جب محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو علوم و فنون کے ہمالیہ یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے حوالے کیا تو حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے انتہائی قریب رہ کر تقریباً دو سال میں بہت کچھ حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی سادات کرام سے عقیدت و محبت محتاج بیان نہیں بلکہ ضرب المثل ہے۔ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی گلستان رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مہکتے ہوئے پھول تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ آپ کا بے حد احترام و اکرام فرماتے تھے۔ ایک شاگرد کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک استاد مناسب تادیبی کارروائی کے لیے ہاتھ اور زبان دونوں استعمال کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ شرعاً" اس پر کوئی موخذہ نہ ہوگا بلکہ خداوند کریم اپنے رحم و کرم سے اسے نوازے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے اپنے مدرسہ میں آپ کو بہت عزت و احترام سے رکھا۔ آپ بھی آل رسول ہونے کے ناطے رضوی خاندان سے بہت قریب رہے۔

محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے کبھی بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے سامنے اپنی سید زادگی کا رعب جمایا نہ اس پر فخر کیا بلکہ ایک شاگرد رشید کی طرح کسب فیض حاصل کرتے رہے۔

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کا جو مطالعہ کیا اس کا اظہار آپ کی متعدد تصنیفات میں ملتا ہے۔ لیکن ناگپور میں شوال المکرم ۱۳۷۹ھ کے جشن ولادت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے موقع پر صدارتی خطبہ

Marfat.com

کے ذریعہ جو تحقیقی اور مشاہداتی مقالہ پیش فرمایا' وہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی تحریک تجدید و احیاء دین پر سب سے زیادہ مکمل مبسوط اور گراں قدر مضمون ہے۔ یہ تاریخی مقالہ ماہنامہ تجلیات ناگپور ۱۹۶۶ء ماہنامہ المیزان بمبئے امام احمد رضا اور انوار رضا کی زینت بن چکا ہے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد صابر نسیم بستوی نے اپنی کتاب پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ میں اور قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم نے مقالات یوم رضا میں بھی شامل کیا ہے۔ اس تاریخی مقالے کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں جن میں استاد اور شاگرد کے رشتے کی تقدس ماب آفریں خوشبو پائی جاتی ہے۔

آج میں آپ کو جگ بیتی بلکہ آب بیتی سنا رہا ہوں کہ جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے کار افتاء کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے حوالے کیا' زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لیے سرمایہ حیات ہوگئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک دریائے علم کے ساحل کو پالیا ہے' علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ و پے میں اتار دینا اور صحیح علم دے کر اس کا تذکیہ فرما دینا' یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر صادر ہوتی رہتی تھی۔"

اسی خطبے میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"تیرہویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب فضل و کمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی کے شروع ہی میں پورے عالم اسلام میں اس کو حق و صداقت کا منارہ نور سمجھا جانے لگا' میری طرح سے سارے حل و حرم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل و کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ سے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پاسکا۔"

ایک تیسری جگہ فرماتے ہیں:

"میں اس سرکار میں کس قدر شوخ تھا یا شوخ بنا دیا گیا تھا' اپنا جواب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہوگا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا' مسکرا کر فرمایا کہ میرے

Marfat.com

پاس علم کہاں جو کسی کو دوں' یہ تو آپ کے جدامجد سرکار غوثیت (علیہ الرحمتہ) فضل و کرم ہے۔ اور کچھ نہیں' یہ جواب مجھ ننگ خاندان کے لیے تازیانہ عبرت بھ تھا کہ لوٹنے والے لوٹ کر خزانہ والے ہوگئے اور میں پدرم سلطان بود کے نشہ میں پ رہا اور یہ جواب اس کا بھی نشان دینا تھا کہ علم راسخ والے مقام تواضع میں کیا ہو ک اپنے کو کیا کہتے ہیں۔ یہ شوخی میں نے بار بار کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا اور ہ مرتبہ میں ایسا ہوگیا کہ میرے وجود کے سارے کل پرزے معطل ہوگئے ہیں۔"

ایک چوتھی جگہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے انداز تربیت کے بارے میں فرماتے ہیں: "ذرا انداز تربیت دیکھئے کہ کار افتاء کے لیے جب بریلی حاضر ہوا تو میر اندر لکھنؤ میں آٹھ سال رہنے کی خوبو کافی موجود تھی' شہر کے جغرافیہ میں بازار او تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں۔ جمعہ کا دن آیا تو میں مسجد میں سب سے پہلی صف میں تھا' نماز ہوگئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں۔ میں بریلی کے لیے بالکل نیا شخص تھا' لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) خود کھڑے ہوگئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے اٹھ کر صف آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا' اس سے زیادہ کا ارادہ فرمایا تو میں تھرا کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن و نوافل ادا فرمانے لگے۔ مسجد کے ایک ایک شخص نے اس کو دیکھا اور بڑی حیرت سے دیکھا' میں نے بازار اور کتب خانہ کی سیر کو طے کر رکھا تھا' شام کو جب چلا تو شہامت گنج کے موڑ پر پہلے پان کھانے کی خواہش ہوئی' ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام و علیکم آئیے اور مجھ کو جواب دینا پڑے' اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہوگیا۔ سلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کر دیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ بریلی کا ذکر نہیں' کلکتہ' بمبئی' مدراس میں بھی پاپیادہ نہیں بلکہ موٹر میں بیٹھ کر بھی سیر بازار کے لیے نہیں نکلا۔ سارا لکھنوئی انداز ہمیشہ کے لیے ختم فرما دیا۔"

Marfat.com

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت
یہ الرحمتہ کی حیرت انگیز عقیدت کا چشم دید واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:
"دوسرے دن کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپیہ کی شیرینی منگائی۔ اپنے
ب پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو
ں عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک کہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ)
ک سے اٹھ پڑے' سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہوگیا کہ شاید کسی شدید
جت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ
ضرت (علیہ الرحمتہ) زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے' سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے'
ٹھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا
اور اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر
ی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے۔ اس کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار
ثیت (علیہ الرحمتہ) کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے
ک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی اور
ب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جدامجد کا
مدقہ ہے۔ وہ مجھے خاموش کر دینے کے لیے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی
ھی بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) غوث پاک (علیہ الرحمتہ) کے ہاتھ میں
ں قلم اور دست کاتب تھے۔ جس طرح غوث پاک (علیہ الرحمتہ) سرکار دو عالم محمد
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے اور کون نہیں
جانتا کہ رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب جل شانہ کی بارگاہ میں ایسے
تھے کہ قرآن کریم نے فرما دیا۔ **وما ینطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی۔**"

سید محمد محدث کچھوچھوی (علیہ الرحمتہ) نے اس تاریخی خطبہ میں اپنے ممدوح اعلیٰ
حضرت محدث بریلوی (علیہ الرحمتہ) کو عظیم الشان القابات و خطابات سے نوازا ہے۔
مشتے نمونہ از خروارے" ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ----- رسول

Marfat.com

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا نائب--- علم کا جبل شائخ--- عمل صالح
اسوۂ حسنہ--- معقولات میں بحر ذخار--- منقولات میں دریائے ناپیدا کنار---
اہلسنّت کا امام واجب الاحترام--- اس صدی کا باجماع عرب و عجم مجدد---
تصدیق حق میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرتو--- باطل کو چھانٹنے میں فارو
اعظم (رضی اللہ عنہ) کا مظہر--- رحم و کرم میں ذوالنورین (رضی اللہ عنہ)
تصویر--- باطل شکنی میں حیدری شمشیر--- دولت فقہ و روایت میں امی
المومنین--- سلطنت قرآن و حدیث کا مسلم الثبوت وزیر المجتہدین---اعلیٰ حضر
علی الاطلاق--- امام اہلسنّت فی الافاق--- مدد مائتہ حاضرہ--- موید ملت طاہرہ--
اعلم العلماء عند العلماء--- قطب الارشاد علی لسان الاولیاء--- فانی فی اللہ والبا
باللہ--- عاشق کامل رسول اللہ (صلی اللہ عیہ وآلہ وسلم)--- مولانا شاہ احمد ر
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ---

سید محمد محدث کچھوچھوی (علیہ الرحمتہ) کو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحم
سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی' عرس رضوی بریلی شریف میں ہر سال حاضر ہو
اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی قائم کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے تاحیات صد
رہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے صاجزادگان کا بھی بہت زیادہ احترام فرماتے تھے
بنارس سنی کانفرنس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بڑے صاجزادے کو یوں یاد فرمایا:

"حضرت بابرکت شیخ الانام حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس
سرہ--- عالم ربانی و عارف باللہ---"

پیرو مرشد کا فخرو ناز

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ جب حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی نور اللہ
مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھتے ہی فرمانے لگے' آیئے ہم تو کئی روز سے
انتظار کر رہے ہیں' پھر آپ کو مرید کیا اور اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت بھی عطا

Marfat.com

فرما دی۔ اس سے دیگر حاضرین اور مریدین کو رشک ہوا' عرض کی' حضور! اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا اے لوگو! تم احمد رضا (علیہ الرحمتہ) کو کیا جانو' یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول (علیہ الرحمتہ)! تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا (علیہ الرحمتہ) کو پیش کر دوں گا اور فرمایا کہ یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں اوروں کو تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ بالکل تیار آئے تھے۔ انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔

اسی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے نانا جان شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید محمد علی حسین شاہ اشرفی علیہ الرحمتہ نے بھی ایک دفعہ علماء و مشائخ اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہاں میری اسی برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جن کی قیمت کا اندازہ اگر میری نگاہ سے کریں تو ہفت اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئے گی۔ یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے' جس پر مجھ کو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہوگا۔ جس کو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کرسکتا تھا' لیکن آج اعلان حق کے لیے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں۔ میرا اشارہ پہلے اپنے لخت جگر و نور العین مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی (علیہ الرحمتہ) پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابوالمجاہد سید محمد اشرف جیلانی (علیہ الرحمتہ) کی طرف ہے۔"

طرز ادا میں مماثلت

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے درج ذیل فارسی قطعہ میں اپنی مکمل سوانح عمری کی سچی تصویر پیش فرما دی ہے۔

نہ مرا نوش زتحسین نہ مرا نیش زطعن
زمرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولے کہ نگنجد در وی

Marfat.com

جزمن و چند کتابے و دولت و قلمے

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی اسی قطعہ کا اردو میں منظوم ترجمہ فرما کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے اور اپنی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے۔ قطعہ ملاحظہ ہو:

نہ ستائش کی تمنا نہ مجھے خطرہ و غم
نہ کسی داد کی خواہش نہ کسی آہ کا غم
میں ہوں اس گوشہ تنہائی کا رہنے والا
کہ جہاں چند کتابیں ہیں دوات اور قلم

نعت گوئی

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ دنیائے نعت میں اقلیم نعت کے بادشاہ ثابت ہوئے ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری پر درجنوں مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ آپ کی نعت گوئی کے بارے میں حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ:

"کتنی عجب بات ہے کہ ایسے امام الوقت ہند العصر کے پاس جس کو رات دن کے کم سے کم بیس گھنٹے میں صرف علم دین سے واسطہ ہو' جس کے ایوان علم میں اپنے ساتھ قلم دوات اور دینی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو' جو عرب و عجم کا رہنما ہو۔ اس کو شعر کہنے کو کیا کہا جائے' کسی سے شعر سننے کی ضرورت کہاں سے ملتی ہے مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے۔ اگر اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کے قدم اس کو نہ نوازیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ جس رشک جناں سے سرفراز تھے۔ اس کی طلب تو ہر عاشق کے لیے سرمایہ حیات ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کے حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہوچکا ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ خود مست ہے اور سننے والوں کو مستی عطا کرتا رہتا ہے۔ ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاندار محفل میں

Marfat.com

اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے' میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق چاہتا ہوں تو سب سے کہا اس کی زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے۔ اس قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سر آمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہے اور ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔"

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے کبھی بھی اپنے آپ کو شاعر نہیں سمجھا اور نہ ہی اسے پسند کیا کہ لوگ انہیں شاعر سمجھیں۔ خود فرماتے ہیں۔

رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیر دیواں سے
ہمیشہ صحبت ارباب شعر سے ہوں نفور
نہ اپنے کاموں سے تضیع وقت کی فرصت
نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
رہی وبال سے اس کے مجھے سبکدوشی
کہ ویسے ہی ہے گراں سر پہ بار جرم و قصور
جبین طبع ہے ناسودہ داغ شاگردی
غبار منت اصلاح سے ہے دامن دور
مگر جو ہاتف غیبی مجھے بتاتا ہے
زبان تک اسے لاتا ہوں میں بمدح حضور

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
ہاں شرح کا البتہ ہے جذبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثنا میں حکم مولیٰ کے خلاف
لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی عالم نبیل' مفسر جلیل اور محدث بے

Marfat.com

بدل ہونے کے علاوہ ممتاز نعت گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام "خوش پر عرش" چھپ چکا ہے۔ آپ کی نعت گوئی پر کوئی کام نہیں ہوسکا۔ مولانا محمد یونس نظامی الٰہ آبادی آپ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آپ کے کلام میں سادگی، روانی، قوافی کی تلاش، استعارہ و کنایات، تسیر و تمثیل و محاکات، فصاحت و بلاغت، روزمرہ و سہل، ممتنع و تلمیح و توجیہ، مبالغہ و مغالطہ، اوزان و تقطیع سبھی کچھ موجود ہے۔ اس کو دنیا اس وقت محسوس کرے گی۔ جبکہ شعریت کا کوئی ریسرچ کرنے والے اس بارے میں کبھی اپنا مفصل بیان دے گا آپ کے کلام میں شیرینی لذت، جذب واثر کی فراوانی ہے، ہر شعر میں ایک نیا لطف ہے۔"

امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی (علیہ الرحمۃ) کی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی بھی شاعری کے دعوے سے گریزاں ہیں۔ اپنے مجموعہ کلام "فرش پر عرش" کے آغاز میں تواضع و انکساری کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

"سچ جانئے کہ مجھے اس بات کا وہم بھی نہ تھا کہ میرا کلام منظوم مستحق طباعت و اشاعت ہے، نہ میں شاعر ہوں، نہ عروض و قوافی و اوزانوں کا ماہر ہوں۔ نہ کبھی شعر کو شعر کہنے کے لیے اتفاق ہوا، نہ میرے مشاغل میں شاعری کی گنجائش ہے۔"

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ "کلام رضا" سے بہت ہی متاثر نظر آتے ہیں۔ یہ حقیقت دونوں عشاق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعتیہ کلام کے پڑھنے کے بعد واضح ہو جاتی ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی زمینوں میں بھی نعتیں لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مثلاً اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ایک ایمان افروز نعت جس کا مطلع ہے۔

کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ، پرہیز گاری واہ واہ

اور مقطع ہے۔

پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا

Marfat.com

ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

اس نعت کی زمین میں بہت سے شعراء کرام نے طبع آزمائی کی ہے۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی نہایت ذوق و شوق کی کیفیتوں میں ڈوب کر عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔ اس پر تضمین کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

پرسش اعمال میں مہمان داری واہ واہ
باریابی اپنی پھر دید باری واہ واہ
بھر گئی جنت گنہگاروں سے ساری واہ واہ
"کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ"

پنجہ قدرت ہے ہر انگشت بہر بحرو بر
جب پھریں سورج پھرا اٹھیں تو دو ٹکڑے قمر
جھک رہا ہے ان کے آگے ابرنیساں کا بھی سر
"انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ"

اک شب معراج کیا ہر روز و شب خود ہے گواہ
تک رہے ہیں رات دن ارض و سما ان کی ہی راہ
روز اول سے طریقہ ہے یہی شام و پگاہ
"نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہرو ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ واہ"

بخشے جاتے ہیں گنہ صدقے میں ان کے نام کے
کام آتے ہیں یہی ہر بیکس و ناکام کے
خاص رتبے ہوگئے ان کی بدولت عام کے
"صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے

Marfat.com

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ"
ایسے کوچہ میں جہاں کی موت ہے رشک بقا
جس کے کتوں پر کریں عشاق جان و دل فدا
تجھ سے اے سید یہ فرماتے ہیں مولانا رضا
"پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ" میں تیرا
ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ"

دونوں عاشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شاعری کا مرکزی محور حب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ اسی لیے دونوں کی نعت گوئی میں کافی مماثلت و مناسبت پائی جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے کلام میں جگہ جگہ مدینتہ الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بلکہ خاک طیبہ' خار مدینہ' سگان کوچہ مدینہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ یہاں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے! یہ جا چشم و سر کی ہے؟

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور پاک خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا

Marfat.com

صرصر دشت مدینہ کا مگر آیا خیال
رشک گلشن جو بنا غنچہ دل وا ہو کر

محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا دل بھی "یاد مدینہ" سے معمور نظر آتا ہے۔
مدینہ منورہ کی یاد میں آپ بھی یوں زمزمہ سنج ہوتے ہیں:

ہاں مدینے میں بلا لے اب خبر بھر خدا لے
کوئی کیوں کر دل سنبھالے اک نظر او تاج والے

مدینہ کو سب کچھ دئے جا رہا ہوں
بہار مدینہ لیے جا رہا ہوں

چٹکیاں لے رہا ہے سینے میں
درد پایا تھا جو مدینہ میں

انکولانا ہے تو ایسا کیجئے
کعبہ دل کو مدینہ کیجئے

مدینہ مجھ سے چھوٹا تھا نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا
رچی ہے میری رگ رگ میں تجلی ماہ طیبہ کی

شفیع روز شمار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ یوں فرماتے ہیں۔

گنہگاروں کی ہاتف سے نوید خوش مالی ہے
مبارک ہو، شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے

Marfat.com

اسی مضمون کو محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

اے شفاعت کے دھنی لاکھ جہنم بھڑکے
آپ کے ہوتے ہوئے آنے لگی کیوں کر آنچ

امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلی بار حج کے بعد مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک عظیم الشان نعت شریف پیش فرمائی۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے' کعبہ کا کعبہ دیکھو
آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوا دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضا دیکھو

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی تقریباً پانچ مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے ہیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے جذبات کی عکاسی یوں فرمائی ہے۔

حاجیو آؤ! چلیں احمد مختار کے پاس
شافع روز جزا اپنے مددگار کے پاس
حج اگر حج ہے تو پھر تکملہ حج کے لیے
آؤ کعبہ سے چلیں کعبہ کی سرکار کے پاس
چل پڑو زمزم و کوثر کا جہاں ہے چشمہ
رحمت خاص کے اس مجمع الانہار کے پاس

Marfat.com

اور کس ہاتھ سے ملتی ہے سیادت سید
ساری سرداری ہے سرداروں کے سردار کے پاس

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام احمد رضا علیہ الرحمتہ اپنی دلی خواہش کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

اسی خواہش کا اظہار مولانا عرفان علی صاحب کے نام ایک خط مرقومہ ماہ مبارک ۱۳۳۲ھ میں بھی یوں فرمایا ہے:

"وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا ہے اپنی خواہش یہی ہے مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ فوت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو۔"

در بدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی بالکل اسی طرح کی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں۔

موت آئے تو در پاک نبیؐ پر سید
ورنہ تھوڑی سی زمین ہوشہ سمناں کے قریب
مجھے ہے ناز مری بندگی کی ہے معراج
کہ ان کے کوچہ میں ہوں خاک رہ گذر کی طرح

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کوئے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس کانٹوں کو دنیا کے گلزاروں سے بھی اعلیٰ و افضل سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان کی حرم کے خارکشیدہ ہیں کس لیے
آنکھوں میں آئیں، سر پہ رہیں، دل میں گھر کریں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں

Marfat.com

دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدہ تر کو خبر نہ ہو

حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بھی شہر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس کانٹوں کے ازحد محبت تھی فرماتے ہیں:

باغ رضواں دیکھئے گلزار جنت دیکھئے
دیکھئے خار مدینہ کی نزاکت دیکھئے

حجاز مقدس کے مقدس کانٹوں سے آپ کی عقیدت و محبت کا ایک ایمان افروز واقعہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللہ قصوری قادری اشرفی کی زبانی سنئے:

"دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر میں آپ (حضرت کچھوچھوی) کے پاؤں دبا رہا تھا' تو تکلیف محسوس کی اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کی حضرت! کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کہ اس پاؤں میں مدینہ شریف کی سرزمین کا کانٹا چبھ گیا تھا' اس کو میں نے نکالا نہیں' یہ کانٹا اسی طرح پاؤں میں ہے' پاؤں پر پٹی بندھی رہتی' اس عاشق رسول نے کانٹا نکالا نہیں' آخر وقت تک یہ کانٹا مرقد پاک میں جسم سید علیہ الرحمہ کے ساتھ گیا۔"

انعامات نعت

دونوں عاشقان رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نعت گوئی کو بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبولیت حاصل ہے۔ دونوں نعت گوئی کے صلہ میں اپنی زندگی میں ہی زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو چکے ہیں۔

علامہ بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان (علیہ الرحمتہ) نے جب دوسری مرتبہ زیارت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مدینہ طیبہ حاضری دی تو شوق دیدار میں مواجہہ
میں درود شریف پڑھتے رہے۔ یقین تھا کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوۃ والسلام
عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ شرف زیارت حاصل ہوگا' لیکن پہلی شب
نہ ہوا' تو آپ نے ایک نعت شریف کہی جس کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ نعت شریف مواجہہ اقدس (علی صاحبہا صلوۃ و سلاما") میں عرض کرکے انتظار
مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور اپنے آقا و مولی سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم سلما"" کثیرا" کو بیداری کی حالت میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا
زیارت مقدس کی' اس خصوصی دولت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سے شرف یاب
ئے۔"

اسی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بھی مواجہہ مقدس ہی کے
منے ایک نعت شریف پڑھنے پر جان جہاں سید الوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
رت نصیب ہوئی ہے۔

علامہ محمد محبوب اشرفی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور روایت
تے ہیں: "گزشتہ سال دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں
یف فرما تھے تو حضرت (محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ) کی موجودگی میں دارالعلوم کے
طالب علم نے جلسہ میں حضرت کی وہ نعت (شریف) پڑھی جس کا مطلع یہ ہے۔

سلام علی من اتانا بشیرا
سلام علی من اتانا نصیرا
اغاث ضعیفا اشقی مریضا
اعان یتیما واغنی فقیرا

جلسہ میں مولانا مشتاق نظامی صاحب اور مولانا ابوالوفا صاحب نعیمی' حضرت کے

Marfat.com

قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے' میں بھی حضرت کے پس پشت حاضر تھا۔ حضرت نے مولانا موصوف کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ نعت شریف مدینہ طیبہ کی حاضری میں خاص مواجہہ اقدس میں کہی اور عرض کی تھی۔ اس کے صلہ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا کرم فرمایا کہ پانچ مرتبہ جمال پاک کی زیارت سے مجھ کو مشرف فرمایا۔"

ترجمہ قرآن پاک

قرآن کریم کے اردو تراجم میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کا ترجمہ کنز الایمان بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کئی لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے محاسن پر بھی درجنوں مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ لطف تو یہ ہے کہ یہ ترجمہ انتہائی عدیم الفرصی میں لکھا گیا ہے۔ علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمتہ اس کی شان نزول کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

"صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمتہ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔ آپ نے وعدہ فرما لیا۔ لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لیے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے۔ اس لیے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں' چنانچہ صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ ایک دن کاغذ' قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ فی البدیہہ برجستہ زبانی بولتے جاتے اور صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ لکھتے رہے۔ (ملخصاً)"

کنزالایمان کے بارے میں حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ ہی کا

Marfat.com

انہ فیصلہ سنئے۔

"علم قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے اس اردو ترجمے سے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ میں اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا اس جگہ لایا نہیں جا سکتا۔ جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح اور اردو زبان میں قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافاضل العلماء مولانا شاہ نعیم الدین اشرفی علیہ الرحمتہ نے حاشیہ پر لکھی ہے' وہ فرماتے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے استعمال کردہ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ خود شیخ سعدی علیہ رحمتہ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے' لیکن اگر حضرت سعدی علیہ الرحمتہ اردو کے اس ترجمہ کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن شے دیگر اسبت و علم ان شے دیگر"۔

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کا شرف کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے ترجمہ کو عام کرنے کی کوشش نہیں کی گئی نہ ہی اس کے محاسن کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے بھی عدیم الفرصتی ہی میں قرآن کریم کا "معارف القرآن" کی فرمایا ہے۔ علامہ سید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی مدظلہ اس کی نزول میں یوں رطب اللسان ہیں

"قرآن کریم کے صحیح مفہوم و مطلب سے دنیا والوں کو خبردار کرنے کے ضرورت سید محمد محدث علیہ الرحمتہ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا اور دینی' تبلیغی فیتوں کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کا قصد فرما لیا' ترجمہ فرمانے کا کیا انداز تھا۔ تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں' ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے

Marfat.com

ہیں، مستند و معتمد علیہ تفاسیر کا اچھا خاصہ ذخیرہ جو ان کے ساتھ رہتا ہے نگاہوں کے
سامنے ہے، ترجمہ بولتے جا رہے ہیں، وہ لکھتا جا رہا ہے۔ ویٹنگ روم میں بیٹھے ہو
ترجمہ لکھا رہے ہیں، گاڑی پر سفر کر رہے ہیں۔ ترجمہ بول رہے ہیں اور رمضان کے
موقع پر مکان آتے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں۔ ۶ر ذوالحج ۱۳۶۶ھ میں
پورے قرآن کریم کا ترجمہ ختم فرما کر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے"۔

محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے اس بامحاورہ اور شستہ ترجمے کے ابتدائی حصے کو
دیکھ کر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا تھا کہ۔

"شہزادے! اردو میں قرآن لکھ رہے ہو"

محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے ترجمہ فرماتے وقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ
ترجمہ سامنے رکھا اور کنزالایمان کی ساری معنوی خوبیوں کو "معارف القرآن" میں سم
دیا ہے۔ اسی لیے کنزالایمان اور معارف القرآن میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔
بخوف طوالت یہاں دونوں تراجم کے چند مقامات کا موازنہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ
دونوں میں پائی گئی مماثلت سے آگاہی ہو سکے۔

۱= **ومکروا مکراللہ واللہ خیرالماکرین آل عمران آیت ۵۴**

کنزالایمان= اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر
فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

معارف القرآن= اور سب فریب کھیلے اور اللہ نے اس کا جواب دیا اور اللہ
فریبوں کا سب سے بہتر جواب دینے والا ہے۔

۲= **قل انما انا بشر مثلکم۔ الکھف آیت ۱۱۰**

کنزالایمان= تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں

معارف القرآن= کہہ دو کہ میں بس چہرہ مہرہ رکھنے میں تمہارے روپ میں
ہوں۔

۳= **الم یجدک یتیما فاوی۔ الضحی آیت ۶**

Marfat.com

کنزالایمان= کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

معارف القرآن= کیا نہیں پایا تمہیں در یتیم تو خود ٹھکانا دیا۔

۴= ووجدک ضالا فھدی۔ الضحی آیت ۷

کنزالایمان= اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔

معارف القرآن= اور پایا تمہیں متوالا تو اپنی راہ دے دی۔

دیکھئے دونوں تراجم میں کتنی ہم آہنگی اور یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ کنزالایمان کی طرح معارف القرآن کو بھی عام کیا جائے تاکہ خاص وعام اس سے بھی مستفیض ہو سکیں۔

دو قومی نظریہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے بعد اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے علی الاعلان دو قومی نظریہ کا پرچار فرمایا۔ قائداعظم اور علامہ اقبال جیسے راہنما بھی ابتداء میں ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے لیکن بعد میں انہوں نے بھی اپنی سیاست کا رخ مولانا احمد رضا علیہ الرحمتہ کے دو قومی نظریہ کی طرف موڑ لیا۔ اور بر ملا کہنے لگے کہ برصغیر میں ہندو مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں ان میں اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بے شک آپ دو قومی نظریہ کے اولین علمبرداروں میں سے ہیں۔

۱۸۹۷ء میں پٹنہ بہار میں سنی کانفرنس میں تین سو جید علماء و مشائخ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی قیادت پر اعتماد کیا' اس عظیم الشان کانفرنس میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے "دو قومی نظریہ" کی وضاحت احسن طریقے سے فرمائی۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا۔

"تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے جذبات کی' کیسا شریعت کو بدلتے مسلتے اور پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں۔

Marfat.com

موالات مشرکین ایک معاندہ مشرکین واستعانت بالمشرکین تین مسجدوں میں اعلاء مشرکین چاران سب میں بلا مبالغہ یقیناً قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دبنے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے"۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری علیہ الرحمتہ کے عرس کے موقع پر ۱۸۹۹ء میں بھی علماء ومشائخ نے متفقہ طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ ہی کو اپنا رہبرو راہنما تسلیم کیا کہ آپ بریلی شریف میں مرکز کی حیثیت سے رکھیں گے اور اپنی تحریرات کے ذریعہ مختلف امور میں راہنمائی کریں گے۔ قدس سرہ علامہ قاضی محمد یٰسین صاحب علیہ الرحمتہ (والد بزرگوار محمد عبدالحکیم قاضی ایم' اے) نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی سے ایک فتویٰ منگوا کر ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا' اس فتوے میں صاف درج تھا کہ "مسلمانوں کے لیے کانگریس میں شامل ہونا حرام" ہے۔ وطن کی آزادی کے لیے مسلمان' ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی علیحدہ تنظیم کریں"۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد آپ کے خلفا وتلامذہ نے دوقومی نظریہ کو فروغ دیا۔ جید علماء ومشائخ کی کثیر تعداد موجود تھی' ہر ایک اپنی جگہ آفتاب وماہتاب کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک خود اپنی ذات میں "مجلس" ہیں۔ مگر جب بھی ان اکابرین کو "میر" کی ضرورت ہوئی تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح میر مجلس کے قرعہ فال میں بھی تلمیذ اعلیٰ حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ ہی کا نام نکلا۔

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ' اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی قائم کردہ تنظیم "جماعت رضائے مصطفےٰ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تاحیات صدر رہے۔ بنارس سنی کانفرنس کے بالاتفاق عمومی صدر اور اسی کانفرنس کے استقبالہ کے بھی صدر آپ ہی تھے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بعد علی الاعلان دوقومی نظریہ کا پرچار کرتے ہوئے قیام پاکستان کی راہ ہموار فرمائی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس اور اجمیر شریف

Marfat.com

ی کانفرنس کے موقع پر آپ کے خطبات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے موقع پر آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو' س کو مختصر طور پر یوں کہئے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو' ہماری آرزو ہے کہ اسی قت ساری زمین پاکستان ہو جائے"۔

۵ ـ ۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو سنی کانفرنس اجمیر شریف میں آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔

"میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا کہ پاکستان بنانا صرف سینوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر "آل انڈیا سنی کانفرنس" ہی کرے گی' اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے' نہ شاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے' پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑ ہے۔ اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے' اٹھتے بیٹھتے' کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا؟ اب رہا پاکستان کار سنیاں است"۔

فروری ۱۹۴۶ء میں پھپھوند ضلع اوٹاوہ میں سنی کانفرنس کے موقع پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے بھی کانگریس کی سخت مخالفت فرمائی خطبہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو "مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر ممکن سعی کریں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام کارکن اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کر دیں"۔

المختصر سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے دو قومی نظریہ کا پرچار کر کے علیحدہ وطن پاکستان کے لیے راہ ہموار فرما دی اور اللہ عزوجل اور اس کے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا پیارا وطن پاکستان "معرض وجود میں آگیا"۔

Marfat.com

پاکستان بننے کے فوری بعد تقریباً ۱۹۴۸ء میں حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ صدر الافاضل سید نعیم الدین اشرفی مراد آبادی علیہ الرحمتہ' تاج العلماء محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمتہ پاکستان تشریف لائے' مسئلہ درپیش تھا کہ پاکستان میں تمام سنی علمائے کرام کی ایک تنظیم قائم کی جائے تاکہ یہ اہل سنت وجماعت کی صحیح رہنمائی کرے۔ چنانچہ کئی نام تجویز ہوئے سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ ہندوستان میں دیوبندی علماء کی جماعت کا نام جمعیت علمائے ہند ہے تو کیوں نہ اس کے مقابلے پر پاکستان علمائے اہلسنت کی جماعت کا نام "جمعیت علمائے پاکستان" رکھا جائے اور پھر آپ نے اس نام کی افادیت میں اپنے مخصوص انداز میں دلائل دیئے۔ صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین اشرفی مراد آبادی علیہ الرحمتہ نے سب سے پہلے اس نام سے اتفاق فرمایا بعد میں تمام اکابرین اس نام پر متفق ہوگئے۔ اس طرح آج جو جمعیت علمائے پاکستان موجود ہے اس کا نام سب سے پہلے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ ہی نے رکھا تھا۔

ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسبانی

ہندوستان میں بے شک پہل مولوی اسماعیل دہلوی نے رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلمانان عالم کو کافرو مشرک قرار دیا تھا۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کے تعاقب میں کئی کتابیں الامن والعلی' سل السیوف الہندیہ' الکوکبتہ الشہابیہ' وغیرہ لکھیں' لیکن جب بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔

جب مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی تصنیف اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ

Marfat.com

کتاب براہین قاطعہ میں نہایت دیدہ دلیری سے معلم کائنات حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم شریف، شیطان کے علم سے گھٹانے کی ناپاک جسارت کی گئی۔

اور جب حکیم دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا کہ اگر بعض علوم غیبہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔

ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاسبانی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے علماء دیوبند سے مطالبہ کیا کہ یا تو ان عبادات کا صحیح مجمل بیان کیجیے یا پھر توبہ کر کے ان عبادات کو قلمزد کر دیجئے، اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے جب علماء دیوبند کسی طرح بھی ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال بعد، براہین قاطعہ کی اشاعت کے قریباً سولہ سال بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت کی خاطر مذکورہ بالا قائلین کے بارے میں ان کی عبادات کی بناء پر فتوائے کفر صادر کیا۔ چنانچہ ۱۳۲۴ھ میں حرمین شریفین کے ۳۵ جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئی مذکورہ افراد کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ بعد میں پاک وہند کے جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے فتویٰ پر مہر تصدیق مثبت کر دی۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح ان کے شاگرد رشید سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے تاریخی فتویٰ کی ان الفاظ میں تصدیق فرمائی۔

"لاریب ان فتاوی علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر هولاء المذکورین صحیحته وانا الفقیر ابوالمحامد اسید محمد الاشرفی الجیلانی عفاعنه الله الحمد"

Marfat.com

آپ نے ناگپور میں یوم رضا کی صدارت فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کو یوں خراج عقیدت پیش فرمایا۔

"وہ صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا محتاط قلم ہے جس نے منصب قضاء کی ذمہ داریوں کو نہ چھوڑا اور غم سہا' دکھ اٹھایا مگر قانون کی ہر رعایت کو فطری غیظ وغضب پر غالب رکھا یہ تو جب غلام احمد قادیانی نے اپنے کفری دعوائے نبوت کو کسی طرح نہیں چھوڑا' نانوتوی نے ختم زمانہ کے عقیدہ حقہ کی ضرورت سے انکار کر دیا اور اسی پر جما رہا۔ گنگوہی اور انبیٹھوی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے پر شیطان کے علم کو بڑھایا اور باز نہ آئے' تھانوی علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سطح کو ہر زید وعمرو صبی ومجنون وبہائم حیوانات کی سطح پر لایا اور ضد کو نہ چھوڑا تو گنتی کے انہیں جیسے چند مجرموں کی توبہ سے مایوس ہو کر اس فرض شرعی کو ادا فرمایا کہ امت اسلامیہ کو ہوش ہو اور وہ جس کشمکش میں پڑ گئے ہیں کہ مجرموں کا ساتھ دیں تو دامن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو تھامے رہیں تو مولوی نما مولویوں سے بے تعلق ہونا پڑتا ہے' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے اس کشمکش کا یہ علاج بتایا کہ دامن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور اس کے لیے کسی مولوی ملا کی پرواہ نہ کی جائے' رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن دین وایمان کا دامن ہے اس کو چھوڑ کر خواہ کچھ ہو جائے مگر مسلمان نہیں رہ سکتا"۔

غرضیکہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے بھی ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے باطل افکار کا تحریری اور تقریری خوب رد فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ سے بھی بددین وبدمذہب لرزتے اور آپ کے نام سے گھبراتے تھے۔ دیوبندیوں کے بڑے بڑے علماء کو آپ کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ ضلع اعظم گڑھ قصبہ گھوسی میں مولوی

Marfat.com

عبدالرحیم لکھنؤ کی دیوبندی کو ایک مناظرہ میں ایک ہی نشست میں شکست فاش دے دی اس مناظرے کو کافی شہرت ہوئی تھی۔

سفر آخرت

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے وصال باکمل کے مناظر بڑے ہی روح پرور ہیں۔ اپنے وصال سے قبل قرآن پاک کی آیت **ویطاف علیھم بانیتہ من فضتہ واکواب** سے اپنا مادہ تاریخ "۱۳۴۰ھ" نکالا۔ سورہ یٰسین شریف اور سورہ رعد شریف کی تلاوت سنی بعد میں خود سفری دعائیں پڑھیں پھر کلمہ شریف پورا پڑھا' چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور چمکا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس طرح آفتاب علم وہدایت ۲۵ صفرا لمظفر ۱۳۴۰ھ کو غروب ہوگیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے وصال کی خبر کچھوچھہ شریف کس طرح پہنچی' یہ ایمان افروز ماجرا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ ہی کی زبانی سنئے۔

"میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا' میرے حضور شیخ المشائخ (سید محمد علی حسین شاہ اشرفی میاں علیہ الرحمتہ) قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے' یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہے۔ میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا! میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں' چند گھنٹے کے بعد بریلی کا تار ملا تو ہمارے گھر میں کہرام پڑ گیا۔ اس وقت حضرت والد ماجد قبلہ قدس سرہ کی زبان پر بے ساختہ آیا کہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی وقت ایک خاندانی بزرگ نے فرمایا کہ اس سے تو تاریخ وصال نکلتی ہے"۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے جنازے کا کاندھا دینے کے شوق میں آدمی پر آدمی گر رہے تھے لوگوں کی بے خودی کا ایک ایسا عالم تھا جو کسی اور کے جنازے میں نہیں دیکھا گیا۔ جنازہ ہر وقت کم از کم بیس ۲۰ کاندھوں پر رہتا' شہر میں کسی جگہ نماز کی

Marfat.com

گنجائش نہ تھی اس لیے عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا سفر آخرت بھی بہت ہی ایمان افروز ہے۔ آپ نے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح تسبیح خوانی کے ساتھ آخری سانس لی اور ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ کو مالک حقیقی سے جا ملے۔ جب آپ کے وصال کی خبر دنیائے سنیت میں پہنچی تو ہر سنی پر سکتہ طاری ہوگیا۔ مقامی کالج اور اسکول بند کر دیئے گئے۔ جب جنازہ اٹھانے کا اعلان ہوا تو ہر طرف کہرام بپا ہوگیا۔ رونے اور آہ وفغاں کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہر شخص کندھا دینے کے لیے تڑپتا تھا۔ سینکڑوں لوگ کندھا دینے سے محروم رہے۔ نماز جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی حویلی کے مغربی حصے میں پڑھی گئی۔

آپ کے وصال کی خبر پاتے ہی مدرسہ منظر اسلام و مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف میں چھٹی کر دی گئی۔ قرآن خوانی اور فاتحہ ایصال ثواب کے بعد بارگاہ خداوندی میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ کی بلندی درجات کے لیے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور کو نور سے معمور کرے اور جنت الفردوس میں مراتب علیا عطا فرمائے آمین۔ مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان جیلانی میاں علیہ الرحمتہ اکثر فرماتے کہ محدث اعظم علیہ الرحمتہ کا رخصت ہو جانا نہ صرف عالم اسلام کا خسارہ ہے بلکہ ہمارے خاندان رضویہ کا بھی ذاتی خسارہ ہے۔ جب بھی ہمارے مسائل دلیچیدگی اختیار کرتے تو حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ ہی اسے حل فرمایا کرتے تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اور سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے انتقال کے بعد بھی دونوں شخصیات کی اولاد کے درمیاں طویل عرصہ تک بہت ہی خوشگوار تعلقات رہے ہیں۔ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے پوتے مولانا سید محمد اشرف جیلانی اشرفی رظلہ نے تو ایک نہایت ہی اہم کام کیا کہ المیزان بمبئی کا ایک عظیم الشان امام احمد رضا نمبر شائع کرایا۔ جس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے

Marfat.com

مختلف پہلوؤں پر نامور فضلاء نے مقالات پیش کئے۔ ہیں۔ ضرورت ہے کہ اب بھی دونوں بزرگوں کی اولاد آپس میں شیروشکر بن رہیں تاکہ اغیار کو کسی قسم کی شورش کا موقع نہ مل سکے۔

قطعات وصال

دونوں شخصیات کے وصال باکمال پر شاعر فطرت جناب عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری نے مادہ ہائے تاریخ اور قطعات لکھنے کا شرف حاصل ہے۔ بخوف طوالت اور موضوع کی مناسبت سے یہاں دونوں شخصیات کے بارے میں صرف ایک ایک قطعہ نذر قارئین کیا جا رہا ہے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے وصال پر ایک قطعہ ملاحظہ ہو۔

عارف وعاشق حبیب اللہ
دیدہ ور، صاحب دل آگاہ
فقرو عرفان میں بلند مقام
علم وفضل وہنر میں عالی جاہ
جاں نثاران شاہ دیں کا امام
عاشقان نبی کا میر سپاہ
مرشد روزگار وشیخ جہاں
وہ خود آگاہ وہ خدا آگاہ
فہم اسرار دیں میں تھا بے مثال
غائر و دور رس تھی اس کی نگاہ
تھا خصوصی خدا کا اس پہ کرم
اس کی صدہا کتب ہیں اس پہ آگاہ
اس نے عشق نبی کا درس دیا

Marfat.com

اور کوئی نہیں فلاح کی راہ
مصطفیؐ کی ذرا سی بے ادبی
اس سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی گناہ
عاشق مصطفیؐ کا سال وصال
"نور اللہ قبرہ وثراہ"

۱۳۴۰ھ

حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے بارے میں بھی قطعہ وصال بھی بہت ہی خوب ہے۔ طارق سلطانپوری نے اس میں آپ کی پوری حیات کا عکس پیش کر دیا ہے۔ پڑھیے اور داد دیجیے۔

وہ کچھوچھہ کا محدث' سید والا خصال
مرجع اہل ہنر' مخدوم ارباب کمال
فقر میں ممتاز' علم وآگہی میں منفرد
ایک قدآور مبلغ اس خطیب بے مثال
رہنما وپیش رو تحریک پاکستان کا
صورت حالات جیسی بھی ہو یکساں قال وحال
حوصلہ مندی' اولوالعزمی کا گوہ سربلند
رہ گئے ہیں آج اس جیسے مجاہد خال خال
اس کی ساری عمر گزری خدمت اسلام میں
زندگی بھر اوج ملت کا رہا اس کو خیال
صرف بہر حق تھی اس کی دوستی ودشمنی
تھا رضائے حق کا متلاشی وہ عبد ذوالجلال
کوئی دنیاوی مفاد اس کے نہ تھا پیش نظر
وقف بہر دین اس کی زندگی کے ماہ وسال

Marfat.com

درد ملت سے سراپا اضطراب اس کا وجود
خلد میں وہ وہ مرد مومن ہوگا اب آسودہ حال
"مایہ ناز گلاب باغ سمنانی" کے ساتھ ۱۳۸۱ھ
"فخرو ناز اہل عرفاں" اس کا ہے سال وصال ۱۳۸۱ھ

قطعہ تحریر وطباعت مقالہ

تذکرہ کمال (۱۴۱۶ھ)

"حکایات لذیز وموزوں" (۱۹۹۵ء)

مرکز علم وحکمت وعرفاں
ہے بریلی بھی اور کچھوچھہ بھی
عظمت دین مصطفیٰ کے لیے
ہے اہم جدوجہد دونوں کی
عاملان عقیدۂ توحید
ہیں یہ دونوں نقیب عشق نبی
ان کا مقصود زیست تھا یکساں
ان کی آپس میں تھی ہم آہنگی
حرف حق امتیاز تھا ان کا
کلمہ صدق تھی شناخت ان کی
روشنی ان مراکز حق سے
چار سو بزم دہر میں پھیلی

○

یہ مقالہ ہے منفرد لا ریب

Marfat.com

ایک نادر مرقع خوبی

ہے یہ تذکار شخصیات عظیم

جن پہ نازاں ہے نوع انسانی

پیکران عزیمت وجرات

عاشقان جمال مصطفوی

محنت اس کو تیار کرنے میں

خوب صابر حسین شاہ نے کی

فکر انگیز یہ مقالہ ہے

حق پرستوں کی داستان جلی

اس کی تاریخ طبع از سر "طیب" ۹

"ذکر اہل کمال" "عصر" کہی ۱۴۰۷ء

۱۴۱۶ھ = ۹ + ۱۴۰۷

طارق سلطانپوری حسن ابدال

Marfat.com

ماخذ و مراجع

(وہ کتابیں جن سے راقم نے بالواسطہ یا بلاواسطہ استفادہ کیا یا جن کا ضمناً" ذکر کیا)

احمد رضا خان بریلوی' اعلیٰ حضرت' کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مطبوعہ لاہور

حدائق بخشش مطبوعہ لاہور

حسام الحرمین علیٰ منحرا لکفر والمین مطبوعہ لاہور

الاستمداد علی اجیال الارتداد مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۷۶ء

المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ مطبوعہ لاہور

احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت' النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء

المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ)

الکوتبہ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ مطبوعہ لاہور

سل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات باباء الجدیہ مطبوعہ لاہور

نقی علی خان' علامہ

سرور القلوب مطبوعہ لاہور

ظفرالدین بہاری' ملک اعلماء

حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی

شاہ جانا میاں قادری' مولانا

سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء

محمود احمد قادری 'پیر

مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ لاہور

تذکرہ اہلسنت مطبوعہ

Marfat.com

عبدالنبی کوکب، قاضی

مقالات یوم رضا حصہ اول مطبوعہ لاہور

جلال الدین احمد قادری، مولانا

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ گجرات

محمد مسعود احمد، پروفیسر

فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور

حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ سیالکوٹ

آئینہ رضویات ۱۲ مطبوعہ کراچی

بدرالدین احمد قادری، مولانا

امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ گجرات

سید محمد محدث کچھوچھوی، علامہ

معارف القرآن مطبوعہ

احمد آباد گجرات بھارت

سید محمد محدث کچھوچھوی فرش پر عرش

حشمت علی خان لکھنوی مولانا، الصوارم الہندیہ مطبوعہ ساہیوال

محمد صابر نسیم بستوی علامہ، اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور

حسنین رضا خان، مولانا، وصایا شریف مطبوعہ لاہور

سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، حیات محدث اعظم کچھوچھوی مطبوعہ کراچی

شیر محمد اعوان، ملک، محاسن کنز الایمان مطبوعہ لاہور

محمد عبدالحکیم قاضی، تحریک پاکستان اور اس کے عوامل مطبوعہ لاہور

سید عالم قادری، سنی کانفرنس مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء

محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ قادریہ مطبوعہ لاہور

عبدالقیوم طارق سلطان پوری، رباب تاریخ (۱۴۱۶ھ) قلمی

Marfat.com

عبدالحکیم خان اختر علامہ، محدث اعظم کچھوچھوی اور پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء
محمد اعظم نورانی، محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
محمد صادق قصوری، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء
" " " " ، تذکرہ اکابر پاکستان مطبوعہ لاہور
صابر حسین شاہ "بخاری" سید، امام احمد رضا اور تحریک پاکستان زیر طبع
محمد ادریس بھوجیانی، حاجی، ارباب بصیرت مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء
خلیل احمد انبیٹھوی مولوی، براہین قاطعہ مطبوعہ لاہور
اسماعیل دہلوی، مولوی، تقویۃ الایمان، مطبوعہ کراچی
قاسم نانوتوی، مولوی، تحذیر الناس مطبوعہ دیوبند
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، انوار رضا مطبوعہ لاہور
ماہنامہ آستانہ کراچی، محدث اعظم ہند نمبر حصہ اول
ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر
سالنامہ معارف رضا کراچی

Marfat.com

تحریر: ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی
چیف ایڈیٹر ماہنامہ درویش لاہور

حضرت مولانا سید محمد المعروف محدث اعظم کچھوچھوی

یہ غالباً" ۱۹۵۵ کی ایک رات تھی۔ لاہور میں بعد نماز عشاء حضرت محدث اعظم کچھوچھوی" نے تقریر کرنی تھی۔ میرے لڑکپن کا زمانہ تھا۔ لیکن حضرت محدث اعظم کا نام نامی میرے لیے نیا نہیں تھا۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے ہم ان کا نام اکثر سنتے رہتے تھے۔ حضرت کی زیارت اور ان کی تقریر سننے کا شوق ہمیں کشاں کشاں جلسہ گاہ لے گیا۔ حضرت تشریف لائے تو مولانا حکیم غلام محمد ترنم مرحوم نے اپنی افتتاحی تقریر میں بطور خاص تحریک پاکستان کے حوالے سے حضرت" کی عظیم الشان خدمات کا ذکر کیا۔ حضرت" کی تقریر کے بارے میں تو اب کچھ زیادہ یاد نہیں۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ شب برات کے بارے میں ان کی انتہائی موثر اور دل میں اتر جانے والی باتیں سن کر ہم سب دوست رات بھر جاگے تھے۔ یا پھر تصور میں یہ محفوظ ہے کہ ہم نے اس رات ایک بے حد خوبصورت اور انتہائی قیمتی اور دلکش لباس والے بزرگ کی زیارت کی تھی۔

تقریب کے اختتام پر ہم حضرت سے مصافحہ کے لئے سٹیج کی طرف بڑھے۔ وہاں بے پناہ رش تھا۔ خدا خدا کر کے ہماری باری آئی۔ مصافحہ کے ساتھ ہی میں نے دست بوسی کا شرف بھی حاصل کیا۔ میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے بزرگوں اور لیڈروں کو دیکھا ہے لیکن بہت ہی کم بزرگ ایسے ہوں گے کہ میں نے مصافحہ کے وقت ان کی دست بوسی بھی کی ہو۔ لیکن حضرت کی صورت میں ایسی موہنی تھی کہ ان کو دیکھ کر مصافحہ کرنے کو جی چاہا اور جب یہ کافی معلوم نہ ہوا تو جی دست بوسی کے لئے چاہا۔ الحمد اللہ اس شرف پر آج بھی فخر محسوس ہوتا ہے۔

تحریک پاکستان کا ذکر آئے۔ تو ذہن میں بنارس سنی کانفرنس کی یاد تازہ ہونے لگتی ہے۔ جس کا ذکر ہم بچپن میں اکثر سنتے تھے۔ اس کانفرنس میں جن علمائے کرام نے تحریک پاکستان کی کھل کر حمایت کی تھی ان میں حضرت محدث اعظم کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ اس زمانے میں آپ

Marfat.com

نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں متحدہ ہندوستان کے طوفانی دورے کئے تھے۔ اور جگہ جگہ جا کر لوگوں کو پاکستان کے قیام کا مقصد سمجھایا تھا۔ نیز مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ ہندوؤں سے نبرد آزمائی کے لیے (جس کا مستقبل میں بہت امکاں تھا) خود کو تیار کریں۔ یہ تلقین حضرت نے بنارس سنی کانفرنس (منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء) میں بھی کی تھی۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:۔

"حضرات! ہم کو مدارس اور خانقاہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید ضرورت ہے ہمارے پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے۔ جسمانی صحت و تندرستی کے لئے تو یہ بہت ہی ضروری ہیں۔ کبھی یہ چیز صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص تھی۔ غواصی' تیراکی' شہسواری' اور لکڑی چلانا' داؤ پیچ سیکھنا ہمارا مشغلہ تھا۔ جس میں ہمارا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ہماری تندرستی ضرب المثل تھی۔ ہمارے جوانوں کو ضیغم نر اور صف شکن کہا جاتا تھا۔ مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی' تن آسانی' کاہلی' چہروں پر بے رونقی آگئی ہے۔ تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اکھاڑا ایک مستقل ادارہ ہے۔ جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلایا جائے اور ایک نظام میں "بنیان مرصوص" کی طرح قومی حفاظت کا قلع بنانا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل اور بھی کمزور ہوگی' اور کمزوری وہ بلا ہے کہ جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں"۔

اب تو اکھاڑوں کا رواج ختم ہو گیا ہے۔ لیکن اس زمانے میں اکھاڑہ اس جگہ کو کہا جاتا ہے' جہاں تلوار چلانے کی تربیت دی جاتی تھی۔ تلوار چلانے کے ماہرین مسلمان نوجوانوں کو مشق کراتے اور تلوار چلانے کی تربیت دیتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں حضرت محدث اعظمؒ کا مسلمانوں کو بطور خاص اکھاڑے قائم کرنے کا مشورہ دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ آئندہ پیش آنے والے ہندو مسلم فسادات کو اپنی چشم بصیرت سے صاف دیکھ رہے تھے' جب اگست ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں اور سکھوں نے پنجاب اور یوپی کے دیہات میں لاکھوں نہتے مسمانوں کو نہایت بے دردی اور سفاکی کے ساتھ شہید کر دیا تھا۔

اس زمانے میں پاکستان کے بارے میں سب مسلمانوں کے ذہن میں ایک ہی تصور تھا کہ ایک ایسی سرزمین کا حصول جہاں قرآن سنت کا نظام نافذ ہو گا۔ بنارس سنی کانفرنس میں تصور پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"ہم کیسا پاکستان بنائیں گے' اس بارے میں کسی بحث کی گنجائش نہیں۔ عہد صدیقیؓ کو دیکھ لیا جائے۔ دور فاروقیؓ کی سیر کر لی جائے۔ شوکت عثمانیؓ کو نظر میں لایا جائے' خلافت مرتضویؓ کا دیدار کر لیا جائے' ہم اسی قسم کا پاکستان بنائیں گے"۔

لیکن افسوس صد افسوس پاکستان بننے کے بعد قائداعظم مرحوم کی زندگی نے وفا نہ کی اور ان

Marfat.com

کی آنکھیں بند ہوتے ہی جاگیردار طبقہ جونک کی طرح اقتدار سے چمٹ گیا۔ نتیجتہ" پاکستان کا اصل مقصد غتربود ہو گیا' اور آج جو حال اپنا ہم دیکھ رہے ہیں' وہ سب انہی کی بدولت ہے۔

حضرت کچھوچھوی" اپنی چشم بصیرت سے ان بدلتے ہوئے حالات کو بڑے دکھے دل کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں جب وہ آخری مرتبہ پاکستان آئے' تو ایک شخص نے ان سے کہا' حضرت! آپ ہجرت کر کے پاکستان میں کیوں نہیں آجاتے۔ تو انہوں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: مولوی صاحب! ہندوستان میں مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے' لیکن پاکستان کے حالات بتا رہے ہیں کہ یہاں ایمان کو خطرہ ہے۔

ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے۔ کیا بعد کے حالات نے ان کے اس اندیشے کو صحیح ثابت نہیں کیا؟ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک کے ساتھ ہم نے کیا سلوک روا رکھا ہے!

قیام پاکستان کے لیے شب و روز انتھک محنت کرنے والے یہ بے بدل و بے نظیر عالم ربانی حضرت مولانا سید محمد ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۸۹۴ء کو متحدہ ہندوستان کے شہر جائس (ضلع رائے بریلی۔ یوپی) میں پیدا ہوئے۔

والد گرامی قدر مولانا حکیم سید نذر اشرف رحمتہ اللہ علیہ نے "محمد" نام رکھا۔ آپ کا شجرہ نصب اس طرح ہے۔ سید محمد بن نذر اشرف بن فضل حسین بن منصب علی بن قلندر بخش بن تراب اشرف بن محمد نواز بن محمد غوث بن جمال الدین بن عزیز الرحمٰن بن محمد عثمان بن ابوالفتح بن سید محمد بن اشرف بن حسن بن عبدالرزاق نورالعین بن عبدالغفور حسن بن احمد بن بدرالدین حسن بن علاء الدین علی بن شمس الدین بن سیف الدین بن یحییٰ حموی بن ابوالفرح محمد بن ابوصالح عماد الدین بن تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ بن سید ابو صالح موسیٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن موسیٰ جون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن سیدنا امیرالمومنین حضرت امام حسن بن مولائے کائنات امیرالمومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔

چار سال چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو آپ کی رسم تسمیہ خوانی ادا کی گئی۔ قاعدہ بغدادی اور پارہ عم والدہ محترمہ سے پڑھے۔ اس کے بعد آپ نے ۲۹ دن میں بقیہ ۲۹ پارے ختم کئے۔ یعنی ۵ سال کی عمر میں آپ نے ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا۔ پھر اپنے والد ماجد حکیم سید نذر اشرف" سے فارسی کی کتابیں آمدنامہ' مصدر فیوض' دستورالبعیان' بہار

Marfat.com

عجم، گلستان، بوستان، انوار سہیلی، قصائد عرفی اور سہ نثر ظہوری وغیرہ اور عربی کتب میزان، منشعب، پنج گنج زبدہ دستور المبتدی، صرف کبیر، علم الصیغہ، نحو میر شرح ماتہ عامل، ہدایت النحو اور کافیہ وغیرہ پڑھیں۔

پھر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ میں داخل ہوئے اور سند فضیلت حاصل کی۔ پھر پیلی بھیت میں مولانا وصی احمد محدث سورتی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور صحاح ستہ کے علاوہ موطاف و معانی الاثار وغیرہ کتابیں سبقاً" سبقاً" پڑھیں اور سند حاصل کی۔ اس کے بعد آپ فتاوئ نویسی کے سلسلے میں بریلی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت اختیار فرمائی اور فتاوئ نویسی کا شغل جاری رکھا۔ فتوئ نویسی میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ بدایوں میں مولانا مطیع الرسول قادری ؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور سند حدیث حاصل کی۔ مولانا مطیع الرسولؒ نے سند کے ساتھ آپ کو محدث اعظم کا لقب بھی عطا فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۷ برس کی تھی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور سید محمد میرؒ کے مدرسہ میں حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ اس کے ساتھ ہی تصنیف و تالیف اور مناظروں کا سلسلہ بھی شروع کیا اور کئی مفید رسائل مرتب فرمائے۔

اسی زمانے میں باطنی جذبات نے منازل عرفاں طے کرنے کی طرف ابھارا اور کچھو چھہ شریف میں حضرت سید شاہ احمد اشرفی الجیلانیؒ سے بیعت ہوئے اور مرشد کامل کے ایماء پر چلہ کشی میں مشغول ہوئے۔ تین سال اس راہ میں سخت ریاضت و محنت کی اور بقول حضرت مولانا سید مظاہر اشرف مدظلہ العالی اسم ذات اور اسم صفات کے ورد سے آپ میں آثار جہانگیری نمایاں ہو گئے۔ بعد ازاں مرشد کامل نے خلافت کے ساتھ دعائے سیفی کی اجازت سے بھی نوازا۔

ایک دہریہ سے مناظرہ:

حضرت زبردست مناظر تھے۔ ایک مرتبہ بنگال کے تبلیغی دورے پر تھے۔ مالوہ کے قریب ایک گاؤں میں ایک دہریہ سے آپ کا مناظرہ ہوا۔ دوران مناظرہ دہریہ نے سوال کیا کہ اللہ خالق ہے یہ مخلوق؟ اس سلسلے میں اس نے قرآن و حدیث سے کوئی دلیل سننے اور ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ دہریہ اس سے قبل تقریباً پچیس علمائے دین سے مناظرہ کر چکا تھا۔ گاؤں کے دیہاتیوں نے کہا کہ اگر آپ ہمارے مہنت صاحب کو قائل کر لیں تو ہم سب اسلام قبول کر لیں گے۔ یہ سن کر حضرت محدث اعظمؒ نے اس کو قائل کرنے کے لئے ایک بڑے کاغذ پر ایک لکیر کھینچی اور

Marfat.com

بہترین لباس زیب تن فرماتے تھے' حضرت محدث اعظمؒ بھی انہی کی اولاد پاک سے تھے۔ ان کے لباس کو دیکھ کر بھی حضرت غوث پاک کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ بہترین کپڑے کی عبا' قیمتی کپڑے کی صدری' جس میں خوبصورت عمدہ قسم کے بٹن ہوتے' زیب تن فرماتے ہاتھ میں نقرئی دستہ کا عصا اور سر پر چودہ گز کا زرد یا سرخ صندلی رنگ کا عمامہ ہوتا۔ رعب اس قدر کہ کسی دنیا دار کو آپ کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔

آپ کا رنگ گندمی' چہرہ گول اور آنکھیں بڑی بڑی اور سرخی مائل تھیں۔ جسم فربہ اور قد تقریباً" پانچ فٹ دس انچ۔ داڑھی مبارک سفید تھی۔

حضرتؒ کو شعر گوئی کا بھی شوق تھا۔ آپ کے دیوان "فرش پر عرش" کی یہ نعت مجھے بہت پسند ہے اور کبھی نہیں بھولتی ۔

نسیم پر' نہ صبا پر' نہ باد صرصر پر
میں اڑ رہا ہوں تو زور ہوائے دلبر پر

نہ بیگناہی' نہ کچھ نیکیوں کے دفتر پر
ہمارا تکیہ ہے اپنے شفیع محشر پر

نہ سلسبیل' نہ تسنیم پر' نہ کوثر پر
میری نظر ہے نگاہ خمار پرور پر

وہ اقتدار کہ بیٹھ آئے عرش اکبر پر
یہ شان فقر کہ لیٹے نہ نرم بستر پر

کسی کو چیر دیا تو کسی کو پھیر دیا ہے
یہ دبدبہ ہے ترا ماہ و مہر خاور پر

ہر ایک زخم جگر کہہ رہا ہے یہ سید
میں ان کے تیر کے صدقے' نثار خنجر پر

میں نے مضمون کے آغاز میں تحریک پاکستان کے حوالے سے محدث اعظمؒ کی خدمات کا ذکر کیا تھا' جی چاہتا ہے کہ اختتام پر بنارس سنی کانفرنس میں آپ کا ارشاد فرمودہ ایک آدھ جملہ مزید سنا دوں' فرمایا:

"ہم جس یقین پر (پاکستان کے) اس مسئلے میں مسلم لیگ کی تائید کرتے ہیں' وہ صرف اس

Marfat.com

دہریہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ لکیر بہت سے لفظوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی برابر برابر نقطے لگاؤ اور سب کو جوڑ دو تو لکیر بن جاتی ہے۔ وہ بولا: ہاں' یہ سب تو ٹھیک ہے۔ یہ سن کر حضرتؒ نے اس لکیر کو تقسیم کرنا شروع کیا' تمام نقطے بٹ گئے اور آخر میں صرف ایک نقطہ باقی رہ گیا۔ آپؒ نے فرمایا: اب اس کو بھی تقسیم کرو۔ وہ بولا: یہ نقطہ ناقابل تقسیم ہے۔ اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کی تقسیم ممکن نہیں۔ دہریے کا یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا: بالکل اسی طرح جیسے نقطہ اضافے کا باعث ہے یعنی تمام نقاط کا خالق ہے۔ مگر یہ خود مخلوق نہیں۔ کیونکہ اگر یہ نقطہ ہی نہ ہو' تو اضافہ کیسے ہو گا' لکیر کیسے بنے گی۔ بس یہی دلیل ہے کہ اللہ خالق ہے' ایک ہے' واحد ہے اور سب اسی کے نور سے پیدا ہوئے۔ وہ کسی کے نور سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ مہنت ریاضی دان بھی تھا۔ یہ دلیل اس کی سمجھ میں آگئی۔ فوراً" کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی گاؤں کے تمام لوگ (جن کی تعداد ۵۰۰ خاندان پر مشتمل تھی) مسلمان ہو گئے۔

حضرت محدث اعظمؒ کی تمام عمر تبلیغ اسلام میں گزری۔ آپ کے تبلیغی دوروں کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ سال میں صرف ایک ماہ رمضان المبارک میں اپنے گھر میں قیام فرماتے تھے۔ مصروفیات کا یہ حال تھا کہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے فتاویٰ تحریر فرماتے۔ مناظرے کرتے۔ تعویذات لکھ کر دیتے۔ بیعت فرماتے اور روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں ملنے والے خطوط کا جواب لکھتے۔

معمولات:

تہجد سے اشراق تک عبادت میں مشغول رہتے' بعد نماز اشراق آرام فرماتے۔ دن کو بارہ بجے کے بعد اکثر لوگوں کے ہاں مدعو ہوتے۔ جہاں تشریف لے جاتے حاضرین کو روحانی فیوض و برکات سے نوازتے۔ نماز ظہر کے بعد خطوط کے جواب لکھتے یا لکھواتے۔ بعد عصر فتاویٰ تحریر فرماتے۔ مغرب کے بعد دعائے سیفی کا وظیفہ پڑھتے جو عشاء تک جاری رہتا۔ عشاء کے بعد کھانا تناول کرتے اور پھر لوگوں سے عام ملاقات کا سلسلہ شروع ہوتا۔ رات ساڑھے دس گیارہ بجے جلسہ گاہ میں تشریف لے جاتے۔ تقریباً" بارہ بجے آپ کی تقریر شروع ہوتی' جو عام طور پر دو گھنٹے جاری رہتا۔ خطاب کے بعد سینکڑوں لوگ آپ سے بیعت ہوتے۔

ذوق لباس اور حلیہ:

حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات طیبات میں ہے کہ آپ وقت کا

Marfat.com

قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی' قرآن کی آزاد حکومت ہو' جس میں غیر مسلم ذمیوں کی جان و مال' عزت و آبرو کو حسب حکم شرع امان دی گئی ہو...... اگر ہماری اس سمجھی ہوئی تعریف کے علاوہ مسلم لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا' تو کوئی سنی قبول نہیں کرے گا"۔

میں نے اوپر لکھا ہے کہ حضرت قائداعظمؒ کی وفات کے بعد حضرت محدث اعظمؒ نے محسوس کرلیا تھا کہ پاکستان میں نفاذ اسلامی کے بجائے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا تسلط قائم ہو رہا ہے' تو آپ کے ایماء پر یہاں جمعیتہ علمائے پاکستان قائم کی گئی' جس کا مقصد وحید صرف اور صرف پاکستان میں نظام مصطفیٰ کا قیام تھا۔ اپنے قیام پاکستان کے دنوں میں آپ نے جلسوں میں عوام اور حکمرانوں کو قیام پاکستان کا مقصد یاد دلایا تو آپ کو ایک سرکاری حکم کے ذریعے "سیاسی تقریریں" کرنے سے روک دیا گیا۔ افسوس یہ سلوک اس عظیم ہستی کے ساتھ روا رکھا گیا' جس کے شب و روز قیام پاکستان کے لئے وقف تھے اور جسے ہم پاکستان کے بانیوں میں شمار کرسکتے ہیں۔ کاش مقصد پاکستان کے سلسلے میں حضرت محدث اعظمؒ کی آرزو جلد پوری ہو' اور ہم سب پاکستان میں ثمرات اسلام سے بیش از بیش بہرہ ور ہوں کہ پاکستان کا مطلب ہے لا الہ الا اللہ۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دوسری محدث اعظم ہند' کانفرنس منعقدہ ۱۹۹۶ء فلیٹیز ہوٹل لاہور

میں' معروف شرکاء کے اسماء گرامی

شارح بخاری حضرت علامہ محمود احمد صاحب رضوی اشرفی' شیخ الحدیث انجمن حزب الاحناف لاہور

شیخ القرآن ابوالبیان حضرت علامہ مولانا غلام علی اشرفی' بانی و مہتمم اشرف المدارس اوکاڑہ

شیخ الفقہ علامہ شمس الزماں قادری' بانی غوث العلوم سمن آباد لاہور

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی' ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

شہزادہ فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا الحاج' صاحبزادہ محمد محب اللہ صاحب نوری اشرفی' مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور (اوکاڑہ)

محقق دوراں حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری' شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حضرت الحاج قاری غلام عباس صاحب نقشبندی' ناظم اعلیٰ جامعہ رضائے مصطفیٰ' نوشہرہ ورکاں (گوجرانوالہ)

حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب' ناظم مکتبہ نبویہ' مدیر ماہنامہ "جہان رضا" لاہور

حضرت علامہ مفتی سرفراز احمد صاحب نعیمی' ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

حضرت علامہ الحاج ابوالعلا محمد عبداللہ صاحب اشرفی قادری قصوری' ناظم اعلیٰ جامعہ حنفیہ قصور

Marfat.com

رشید ملت جناب راجا رشید محمود صاحب ایم۔اے 'ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور

حضرت مولانا مفتی محمد خان صاحب قادری، مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور

حضرت مولانا صاحبزادہ فضل الرحمٰن اشرفی' مرکزی ناظم مالیات جماعت اہلسنت

علامہ مولانا محمد مرتضیٰ اشرفی' مدرس جامعہ شیخ الحدیث' فیصل آباد

مولانا قاری محمد اسحاق اشرفی' میرپور آزاد کشمیر

مولانا محمد ارشد اقبال اشرفی' منڈی عثمان والہ قصور

صوفی محمد اسحاق اشرفی' بانی مظاہر العلوم جہانگیریہ اشرفیہ لاہور

مولانا میاں نثار احمد اشرفی' ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ اشرفیہ لاہور

مولانا صوفی محمد اسلم اشرفی صاحب

صوفی حاجی محمود بن نور اشرفی' پشاور

مولانا غلام حسن قادری' مدرس حزب الاحناف لاہور

پروفیسر محمد اسلم شہزاد صاحب' مدیر ماہنامہ "سوئے حجاز"

صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی موسوی' نائب ناظم جماعت اہلسنت پاکستان

مولانا قاری امیر عالم مجددی اشرفی' ناظم ادارہ تعلیمات مجددیہ لاہور

شیخ عبدالحمید اشرفی' صدر انجمن غوثیہ رضویہ اپر مال لاہور

محمد منشا تابش قصوری

مدرس ، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

خطیب ، جامع مسجد ظفریہ مریدکے (شیخوپورہ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعلیٰ حضرت محبوب ربانی شاہ علی حسین

اشرفی میاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا تاریخ ساز خطاب

الخطبات اشرفیہ

○

مراد آباد سنی کانفرنس ۱۹۲۵ء

۲۰ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ

ناشر

حلقہ اشرفیہ پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور

Marfat.com

رموزِ تصوّف اور مسائل شریعت پر جامع دستاویز

صراط الطّالبین

فی

طریق الحقّ والدّین

رشحاتِ قلم

پیر طریقت حضرت الحاج ڈاکٹر سیّد محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ

ناشر

مکتبہ سمنانی کراچی (پاکستان)

Marfat.com

حیاتِ محدّثِ اعظمِ ہند

کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ

رشحاتِ قلم

پیرِ طریقت حضرت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ
امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان (رجسٹرڈ)

ناشر
مکتبۂ سمنانی کراچی (پاکستان)
۴/۱/۱۷ فردوس کالونی، کراچی

Marfat.com

لطائفِ اشرف

رشحاتِ قلم

پیرِ طریقت حضرت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ
امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان (رجسٹرڈ)

ناشر

مکتبہ سمنانی کراچی (پاکستان)

۴۱/۱۷ فردوس کالونی، کراچی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودھویں صدی ہجری

کے عظیم عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الحاج
شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ
پر ایک مستند اور جامع دستاویز

ضیائے مدینہ

مرتبہ

حافظ محمد طاہر رضا قادری زید مجدہ

نہایت خوبصورت ڈائی دار جلد —— صفحات 576

رضا دار الاشاعت لاہور پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودھویں صدی ہجری

کے عظیم عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الحاج

شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ

پر ایک مستند اور جامع دستاویز

ضیائے مدینہ

مرتبہ

حافظ محمد طاہر رضا قادری زید مجدہ

نہایت خوبصورت ڈائی دار جلد ــــ صفحات 576

رضا دار الاشاعت لاہور پاکستان

Marfat.com